ہفت روزہ
خدام الدین
لاہور
زیر سرپرستی
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی مدظلہ
شیرانوالہ دروازہ لاہور
۲۳ مارچ ۱۹۵۶
یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ◎ لاہور

فہرست مضامین

اظہارِ حق

مرزائیت سے بیزاری

ہمارے کرم فرما جناب عبدالوہاب خاں صاحب ایک نامور انجینئر ہیں۔ کچھ عرصہ پیشتر وہ یورپ میں مزید تعلیم کے لئے تشریف لے گئے تھے۔ اور حال ہی میں مراجعت فرما کر وطن ہوئے ہیں۔ ایک حقیقی مسلمان کی طرح انہوں نے یورپ میں بھی اپنے مذہب سے تغافل نہیں برتا۔ خاں صاحب موصوف ایک خلیق، شریف النفس اور صالح انسان ہیں یورپ جانے سے پیشتر آپ قادیانی فرقہ سے تعلق رکھتے تھے۔ وہاں جا کر انہیں قادیانیوں کی نام نہاد شہرۂ آفاق یورپین مشنوں کے مطالعہ کا موقع ملا۔ اس طرح ان پر ان لوگوں کی خلاف اسلام سرگرمیوں کا انکشاف ہوا۔ اس کے علاوہ وہ ربوہ کے لیل و نہار سے بھی خوب واقف تھے۔ پروردگار عالم کی توفیق سے جلد ہی اس کج رو تحریک سے علیحدہ ہو کر خاں صاحب قبلہ حبل المتین میں منسلک ہو گئے ۔

در فیض محمد وا ہے آئے جس کا جی چاہے

جناب عبدالوہاب خاں صاحب اکثر و بیشتر نماز جمعہ مسجد شیرانوالہ دروازہ ہی میں ادا فرماتے ہیں۔ ایک دفعہ اُن کے ساتھ ان کے دلعزیز دوست اور بھائی جناب عبدالشکور جنیبی بھی تشریف لائے۔ ہمیں بھی ان سے ملنے کا اتفاق ہوا۔ یہ نوجوان خاں صاحب کی ترغیب پر پہلے قادیانی اور بعد میں مسلمان ہوئے تھے۔ ہم نے اور بعض احباب نے ان سے درخواست کی کہ وہ اسلام کے بارے میں اپنے تاثرات تحریر فرمائیں۔ انہوں نے ہماری اس درخواست کو قبول فرمایا اور وطن واپس جاتے ہوئے ایک خط میں اپنے تاثرات اسلام کے متعلق ارسال فرمائے ہیں۔ یہ خط انگریزی زبان میں ہے اور جبرالٹر سے بھیجا گیا ہے۔ اور ہمیں جناب عبدالوہاب خاں صاحب کی وساطت سے ملا ہے۔

ہم قارئین کرام سے ان کی درخواست پر استدعا کرتے ہیں کہ وہ اپنے نومسلم بھائی کی صحت و کامرانی کے لئے بارگاہِ خداوندی میں دعا کریں کہ وہ انہیں کامل اور عاجل صحت عطا فرمائے تاکہ جو ارمان وہ اسلام کے بارے میں رکھتے ہیں انھیں پورا کر سکیں۔ آمین! (مدیر)

خط

جبرالٹر

مورخہ ۱۷ فروری ۱۹۶۲ء

برادران اسلام : السلام علیکم

شیرانوالہ دروازہ کے چند احباب کی خواہش پر مجھے اپنے اور یورپ میں اسلام کے متعلق یہ چند سطور لکھتے ہوئے مسرت ہو رہی ہے مجھے افسوس ہے کہ میں از وقت مصروفیتوں کی بنا پر میں جلد نہ لکھ سکا۔

"میں ولندیزی نژاد ہوں اور میری عمر اس وقت ۲۵ سال کی ہے۔ میں نے اپنی عمر کے سات بہترین سال سویڈن میں گذارے ہیں۔ میرے والدین کیتھولک مذہبی خیال کے لوگ ہیں اور وہ پروٹسٹنٹ چرچ سے تعلق رکھتے ہیں۔ اکتوبر ۵۲ء میں ایک پاکستانی انجینئر جناب عبدالوہاب خاں سے ملا۔ جو خوش قسمتی سے میرے دوست اور بھائی بن گئے۔ انہوں نے مجھے اسلام کے بانی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پر امن تعلیم۔ ان کی عالمی اخوت اور سادہ زندگی سے مجھے روشناس کرایا۔ میں اسلام کی برتری کا قائل ہو کر مئی ۱۹۵۴ء میں حلقہ بگوش اسلام ہو گیا۔ ابتدا میں میرا تحریک ربوہ سے تعلق ہوا۔ لیکن اُن کی خلاف اسلام سرگرمیوں (جن میں سے بعض میرے ذاتی مشاہدے میں آئیں اور بعض مجھے اپنے برادر عبدالوہاب خاں سے معلوم ہوئیں) کو دیکھ کر جو اُن کے یورپی مشن کر رہے تھے میں نے اپنے جملہ تعلقات اس تحریک سے منقطع کر لئے

میں اکتوبر ۱۹۵۹ء میں پاکستان میں اس ارادے سے وارد ہوا کہ کچھ سال یہاں گذاروں اور اسلام اور مسلمانان پاکستان کے بارے میں معلومات حاصل کروں۔ لیکن بدقسمتی سے میری صحت نے اجازت نہ دی اور میں یہاں چار ماہ سے زیادہ قیام نہ کر سکا۔ غور و فکر کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ یورپ اسلامی اصولوں کو اپنانے کے لئے بہت بیتاب ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ مسلمان پہلے خود اسلام کے اصولوں پر کاربند ہوں۔ اور پھر اس کی اشاعت اپنے اعمالی اقوال اور تحریرات سے کریں۔ اس سلسلہ میں پاکستان کی منظم کوششیں اچھے نتائج کی حامل ہو سکتی ہیں۔ پس آگے بڑھئے مغرب تشنہ کام ہے۔ تعلیمات اسلامیہ کا خالص روحانی پانی اسے دیجئے۔ وہ تعلیمات جو طبقاتی اور فرقہ وارانہ نجاستوں سے پاک ہے۔

آخر میں اپنے تمام بھائیوں سے ملتمس ہوں کہ بارگاہِ ایزدی میں میری صحت کے لئے دعا کریں اور یہ بھی دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھے اسلام پر استقامت بخشے اور اس کے متعلق مزید معلومات حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے تاکہ یورپ میں اسلام کے متعلق جو غلط فہمیاں پھیلی ہوئی ہیں۔ ان کو دور کر کے میں اس کی اعلیٰ تعلیم کی اشاعت و تبلیغ کا ذریعہ بن سکوں۔ آمین!

والسلام!

عبدالشکور جنیبی

ہفت روزہ
خدام الدین
لاہور

جلد ۱ | یوم جمعہ ۹ شعبان المعظم ۱۳۷۵ھ مطابق ۲۳ مارچ ۱۹۵۶ء | شمارہ ۴۵

ہمارے بجٹ

گزشتہ ہفتہ پاکستان کے آیندہ سال کا میزانیہ پارلیمنٹ میں پیش کر دیا گیا تھا۔ میزانیہ میں کل آمدنی ایک ارب ۳۱ کروڑ ۲ لاکھ روپیہ اور خرچ ایک ارب تیس کروڑ چوالیس لاکھ روپیہ دکھلایا گیا ہے۔ خرچ کی مدات میں سے دفاع نظم و نسق۔ ترقیات۔ تعلیم اور صحت عامہ وغیرہ قابلِ ذکر ہیں۔ سب سے زیادہ روپیہ دفاع پر خرچ ہوگا۔

ملک کے کچھ لوگوں کی آراء میزانیہ کے متعلق اخبارات میں چھپی ہیں تا حال اس کو عوام کے لئے سود مند اور فلاحی کہا جا رہا ہے۔ وزیر مالیات نے میزانیہ کو پیش کرتے وقت کہا کہ یہ جمہوریہ اسلامیہ پاکستان کا پہلا بجٹ ہے اور اسے پیش کرتے ہوئے انہیں مسرت ہو رہی ہے۔

خرچ کی تمام مدات کا جائزہ لینے کے بعد ہمیں افسوس ہو رہا ہے کہ اسلامی جمہوریہ کے پہلے ہی بجٹ میں "اسلام" کی تبلیغ و اشاعت پر ایک پیسہ بھی خرچ کرنے کا ارادہ نہیں کیا گیا۔ قارئین کرام جانتے ہیں کہ ہمارا مذہب کم از کم گزشتہ تین سو سال سے حکومت کی سرپرستی سے محروم رہا ہے۔ ملک میں چھوٹی چھوٹی انجمنیں تبلیغ و اشاعت کا کام سر انجام دے رہی ہیں۔ چونکہ ان کے ذرائع آمدنی محدود ہیں۔ اس لئے نتائج بھی حوصلہ افزا نہیں۔ تقریباً سب کی سب مالی مشکلات کی وجہ سے مذہب کی خدمت کما حقہٗ ادا نہیں کر سکتیں۔ حکومت کو ایسے اداروں کی سرپرستی کی توفیق نہیں۔ ہمارے میزانیہ میں اگر اسلام کے مفاد کے لئے گنجائش نہیں ہے تو مسلمانوں کے دلوں میں ایسے میزانیہ کی کیا قدر ہو سکتی ہے۔ مزید برآں یہ کہ اگر تعلیمی وظائف دینے کا وعدہ کیا گیا ہے تو وہ بھی فنی اور سائنس کی تعلیم کے لئے۔ اسلامی تعلیم کی حوصلہ افزائی کرنے کے لئے وہاں بھی کچھ نہیں۔

ہم حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ اس میزانیہ کی فوری طور پر ترمیم کرکے اسلام کی تعلیم و تبلیغ کے لئے خاطر خواہ رقم بہم پہنچائی جائے۔ تاکہ یہاں کے عوام دنیاوی خوشحالی کے ساتھ ساتھ اپنا دینی پہلو بھی تابندہ رکھ سکیں جو بدلے ہوئے حالات میں ہر لحاظ سے زیادہ اہم اور لابدی ہے۔

جامع ازہر اور دارالعلوم دیوبند میں طلبہ اور اساتذہ کا اگر تبادلہ ہو سکتا ہے۔ تو پاکستان کے راستے میں ایسا کرنے میں کونسا امر مانع ہے۔ ہمیں معاف کیا جائے۔ اگر ہم یہ کہیں کہ اس کی وجہ برسر اقتدار طبقہ کی اسلام سے دوری کے سوا اور کچھ نہیں۔

خاکسار شہداء

ہم ۱۹ مارچ ۱۹۴۰ء کو لاہور میں شہید ہونے والے نوجوانوں کے لئے دعائے مغفرت میں شریک ہونا اپنی سعادت سمجھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان شہداء کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین!

یوم جمہوریہ

آج اس سرزمین میں یوم جمہوریہ منایا جا رہا ہے۔ ہم اس ملک کے آٹھ سالہ ماضی کا جائزہ لینا نہیں چاہتے اور نہ اس کے مستقبل کے متعلق قیاس آرائی کرنا چاہتے ہیں۔ گزشتہ آٹھ نو سالوں میں جو کچھ ہوا وہ ایک تلخ حقیقت ہے۔ اور ہم میں سے ہر ایک اس کے متعلق جانتا ہے۔ ہم فقط اس پر ہی اکتفا کرتے ہیں کہ ہمارا خالق جس کے روبرو ہم اپنی کوتاہیوں کے لئے جوابدہ ہیں۔ وہ "غفور الرحیم" ہے۔ شکر ہے اُس نے ہمیں موقع بخشا کہ ہم اس کی بارگاہ میں اپنے گزشتہ اعمال پر اظہارِ ندامت کر سکیں۔ اور آج ہی کے دن بہ قلب صمیم اس امر کا اقرار کر لیں۔ کہ ان اعمال کی ضرور تلافی کرنی ہے۔ جو گزشتہ سالوں میں ہمارے معصیت آلود ہاتھوں سے ہوئے۔ ہم ارادہ کر لیں کہ ہم میں سے ہر شخص اپنے ہی حق پہ قانع رہے گا اور دوسرے کا حق غصب کرنے کی کوشش نہیں کرے گا۔ خالق کو بہ عبادت اور مخلوق کو بخدمت" راضی کرنے کے اصول پر عمل پیرا ہوتے ہوئے خالق و مخلوق دونوں کی خوشنودی حاصل کرے گا۔ اس جمہوریہ کو صحیح معنوں میں اسلامی بنانے کی کوشش ہم میں سے ہر فرد کرے گا۔ بارگاہِ رب العزت سے دعا کریں کہ ہمارے کاموں میں برکت دے اور عزم بالجزم اور استقامت کی دولت سے مالا مال کرے۔ آمین!

(مدیر)

وحدات ثمانیہ

از علامہ رشید رضاء (مصری) مترجمہ حکیم شمس احمد قریشی۔ ٹیکسلا

علامہ رشید رضاء مرحوم علامہ جمال الدین افغانی مرحوم کے تربیت یافتہ اور مصر کے ممتاز علماء اور چوٹی کے ادباء میں سے تھے۔ ذیل میں ہم موصوف کی شہرۂ آفاق تصنیف الوحی المحمدی کے ایک باب کے چند اوراق کا ترجمہ ہدیہ ناظرین کر رہے ہیں۔ جس سے اسلام کی اہم بنیادوں کے سمجھنے میں مدد مل سکتی ہے۔

وحدت امت - وحدتِ انسانی - وحدتِ دین - وحدت تشریعی (عدل و انصاف کی مساوات) وحدت اخوت روحیہ (بندگی میں مساوات) وحدت اجناس سیاسیہ اور ملکیہ - وحدت قضا - وحدت زبان

ظہور اسلام کے وقت انسان مختلف گروہوں میں بٹے ہوئے تھے رنگ نسل زبان وطن اور دین و مذہب کی بنیاد پر رسہ کشی ہو رہی تھی۔ قوم قبائل نام و حمیت پر ایک دوسرے کیخلاف نبرد آزما تھے۔ سرمایہ داری ذکوہ اموں میں سے کسی ایک کو سامنے رکھ کر لڑ رہی تھی۔ اور اس پر تلی ہوئی تھی کہ اپنے مقابل کے زور کو توڑ کر سالم لیگی کہ ان حالات میں ایک داعی بہانگ بلند قوموں کو مساوات انسانی کیطرف بلایا اور نعمت انسانی کیلئے جدوجہد فریضۂ اسلامی قرار دیا۔ تفریق و انتشار اور پیج بیچ کی اشاعت کو حرام قرار دیا۔ اس سلسلہ میں کتاب الٰہی کے تمام ارشادات اور امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے خطبات اور ذاتی معمولات کے استقصاء کے لئے یہاں گنجائش نہیں۔ البتہ بطور نمونہ مذکورہ وحدات پر غور کیجئے

وحدت اول :—

سورۃ انبیاء میں امتِ اسلامیہ سے خطاب کرتے ہوئے رب العزت ارشاد فرماتے ہیں :-

اِنَّ هٰذِهٖۤ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّاَنَا رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْنِ ۝ یا ایھا الرسل كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا اِنِّیْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ - وَاِنَّ هٰذِهٖۤ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّاَنَا رَبُّكُمْ فَاتَّقُوْنِ (سورہ انبیاء)

ہر نبی کی قوم ہی فقط اس کی امت شمار ہوتی رہی ہے۔ مگر خاتم الانبیاءؐ کا معاملہ سب انبیاء سے نرالا ہے کہ آں جناب کرۂ ارض پر رہنے والے تمام جن و انس کیلئے نبی ہیں اور تمام موجودہ اور آنیوالی آبادی آپ کی امت ہے - اور اس امت پر اللہ تعالیٰ نے فرض کر دیا ہے کہ تمام انبیاء سابقہ پر بلا تمیز و تفرقہ ایمان لائے - اور گویا خاتم المرسلین کے ساتھ ایمان ہی انبیاء کے ساتھ ایمان لانے کے مترادف ہے جس طرح ایک حکومت کے یکے بعد دیگرے حکام و والیوں کی اطاعت ضروری ہے۔ ایسا ہی تمام انبیاء کی اطاعت بھی ضروری ہے آخری

میں تسویہ و تعدیل کی طرح تنسیخ شریعت بھی خدا کی قانون میں ایک ضرورت تھی کہ بالآخر اس قانون کو آخری رسول کے بعد مکمل و کامل فرما دیا کہ اب قانون مکمل ہے اور شریعت کمال کو پہنچ چکی ہے۔

ان الدین عند اللّٰہ الاسلام

(بے شک دین اللہ کے نزدیک اسلام ہی ہے)

وحدت دوم :—

دوسری بنیاد جس کی طرف اسلام دعوت دیتا ہے وہ وحدت انسانیت ہے کہ انسان اپنے انواع و اجناس شعوب و قبائل کے لحاظ سے برابر اور مشترک فی الانسانیت ہیں - چنانچہ قرآن پاک اس پر واضح شاہد ہے

یا ایھا النّاس اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا ۝

(اے لوگو بے شک پیدا کیا ہم نے تم کو ایک مرد اور عورت سے اور بنایا تمہیں گروہ اور قبیلے" کہ ایک دوسرے کو پہچان سکو)

اور اس کی مزید توضیح و تشریح زبان رسالت کے حجۃ الوداع کے خطبہ سے سمجھنے کے قابل ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ رحمت عالم نے اس آیت کریمہ کو تلاوت فرمانے کے بعد ارشاد فرمایا کہ کسی عربی کو عجمی پر کوئی فضیلت نہیں اور نہ ہی کسی عجمی کو عربی پر کوئی فضیلت ہے کسی سفید کو سیاہ پر کوئی فوقیت نہیں - الّا بالتقویٰ - معیار فضیلت و اولیت صرف اللہ کا خوف قرار فرمایا -

وحدتُ سوئم :—

تیسری وحدت جس کی دعوت اسلام نے پیش فرمائی وہ ایک رسول کی اطاعت میں اس دین فطرت پر ایمان ہے - جسے تمام انبیاء لے کر آتے اور جسے آخری اور جامع و کامل صورت میں محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پیش فرمایا۔ ارشاد الٰہی ہوتا ہے

قُلْ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا

(فرما دیجئے - اے دنیا کے لوگو بے شک میں اللہ کا رسول ہوں تم سب کی طرف)

اسلام چونکہ دین فطرت ہے اور امور فطرت میں کسی پر جبر نہیں ہوتا - اس لئے اس کے قبول کرنے میں بھی جبر کی اجازت نہیں۔

لَاۤ اِكْرَاهَ فِی الدِّيْنِ قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَیِّ

(نہیں کوئی جبر دین کے قبول کرنے میں) بے شک واضح ہو گئی ہدایت گمراہی سے)

اسلامی میں شہری حقوق اور تعزیراتی قانون کے لحاظ سے مسلم و کافر نیک و بد حاکم و چور، غنی و فقیر، ضعیف و قوی سب کے سب مساویانہ حقوق رکھتے ہیں - اس پر بعض شواہد مصنف نے اپنی کتاب الوحی المحمدی کے مقصد سادس ص ۲۳۹ میں بیان کئے ہیں - جن کے بیان کی یہاں گنجائش نہیں (مترجم)

وحدت پنجم :—

پانچویں بنیاد وحدت دینیہ ہے - اس دین پر ایمان رکھنے والے روحانی برادری اور عبادات میں شہری اور ملکی اجتماعات میں مساویانہ حقوق رکھتے ہیں - مثلاً نماز میں مساجد کے دروازے بلا تمیز قوم و نسل ہر مومن کے لئے کشادہ ہیں - اعلیٰ حاکم کے ساتھ ادنیٰ مزدور صف اوّل میں کھڑا ہونے کا مستحق ہے - حج کے بین الاقوامی اجتماع پر بھی صاحب استطاعت شریک ہو سکتا ہے اور ایسا ہی روزہ بھی ہے باوجودیکہ روزہ شہوات کے ترک کرانے والی غیر مرئی اور پوشیدہ عبادت ہے - اس میں بھی ہر مسلمان برابر کا شریک ہے -

بادشاہ و امراء اور بڑے بڑے علماء کو فقراء اور جہلاء کے ساتھ نماز و طواف خانہ کعبہ عرفات مزدلفہ وغیرہ میں ایک ہی مقام پر گھل مل کر رہنا پڑتا ہے جس مساوات کا نمونہ اسلام نے اوّل روز سے آج دن تک قائم کر رکھا ہے - اس کی مثال دنیا کے کسی مذہب میں نہیں مل سکتی - یہاں تک کہ علمبردارانہ جمہوریت اہلِ مغرب کے ہاں بھی اس مساوات کا وجود عنقا سے کم نہیں اور ادھر اسلام نے تو مشرکین کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے

فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَاِخْوَانُكُمْ فِی الدِّيْنِ -

(پس اگر وہ (کفار محاربین) توبہ کر لیں اور نماز کو قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں - پس تمہارے بھائی ہیں دین میں)

چھٹی بنیاد :—

وحدت سیاست دولیہ کہ حقوق عام میں اسلامی ریاست کے تمام صوبے اور شہر مساوی ہوں گے - دفاع و حمایت کے مواقع پر اہالیان ریاست مساوی ہوں گے ہاں البتہ جزیرۃ العرب میں اقامت کا حق صرف اہل اسلام ہی کو ہو گا - خصوصاً حجاز عالیہ فقط مسلمانوں ہی کے لئے مخصوص رہے گا - اس لئے کہ حرمین اور اس کے اردگرد جزیرے کا رقبہ معبد اور مسجد کے حکم میں ہے اور اسلام تمام اہل ادیان کو یہ مخصوص حق دیتا ہے کہ ان کے وہ عبادت خانے جو اسلامی ریاست کی حدود میں ہوں گے ان کی دیکھ بھال اور داخلی معاملات میں ہر طرح خود مختار ہیں - یہاں تک کہ ان کے اذن و اجازت کے بغیر معابد میں داخل ہونا بھی ممنوع ہے - اس میں مسلمان اور غیر مسلم سب مساوی ہیں -

ساتویں بنیاد :—

وحدت قضا ہے - آزاد عدلیہ - عدالت شرعیہ کے سامنے سب لوگ مساوی الحقوق ہوں گے - بایں ہمہ اسلام نے

نعت

(از جناب محمد یونس سرور۔ بجنوری)

الٰہی اُلفتِ خیرالوریٰؐ دلدار ہو جائے
تصوّر ان کا راحت بخش جانِ زار ہو جائے

شہِ ختم الرُسلؐ کے فیض کا اللہ رے عالم
کوئی صدیقؓ ہو جائے کوئی کرّارؓ ہو جائے

خُدا کی رحمتیں مطلوب ہوں جس کو دو عالم میں
رسُول اللہ کی سنّت کا پیرو کار ہو جائے

مری کشتی کو دریائے معاصی کا خطر کیسا
نظر گر شافعِ محشر کی کھیون ہار ہو جائے

ستارہ میری قسمت کا وہیں رشکِ قمر ہو جائے
زیارت گنبدِ خضرا کی گر اک بار ہو جائے

غبارِ راہِ یثرب سر پہ گر سایہ فگن ہو جائے
سرورِ بے نوا کا پھر تو بیڑا پار ہو جائے

دُنیائے فانی

از خواجہ عزیز الحسن صاحب مجذوب

جہاں میں ہیں عبرت کے ہر سُو نمونے
مگر تجھ کو اندھا کیا رنگ و بُو نے

کبھی غور سے بھی یہ دیکھا ہے تُو نے
جو معمور تھے وہ محل اب ہیں سُونے

جگہ جی لگانے کی دُنیا نہیں ہے
یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے!

ملے خاک میں اہلِ شاں کیسے کیسے
مکیں ہو گئے بے مکاں کیسے کیسے

ہوئے نامور بے نشاں کیسے کیسے
زمیں کھا گئی آسماں کیسے کیسے

جگہ جی لگانے کی دُنیا نہیں ہے
یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے!

واقعۂ معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم

مرتبہ عبدالرحمٰن صاحب بی، اے، بی، ٹی پرنسپل عثمانیہ کالج شیخوپورہ

۲

بلغ العلیٰ بکمالہ ۔ کشف الدجیٰ بجمالہ
حسنت جمیع خصالہ ۔ صلوا علیہ وآلہ

آپ نماز تحیۃ المسجد میں مصروف تھے کہ اتنے میں اذان ہوئی اور بہت سے لوگ نماز کے لئے جمع ہو گئے اور آپ کی امامت میں تمام انبیائے کرام کی ارواح مقدسہ نے نماز پڑھی۔ اس کے بعد عروج الی السماء شروع ہوا۔ حضرت بریدہ کہتے ہیں کہ ارشاد فرمایا رسول پاکؐ نے جب ہم بیت المقدس پہنچے تو جبریل علیہ السلام نے انگلی سے اشارہ کر کے ایک پتھر میں سوراخ کر دیا۔ جس سے براق کو باندھ دیا گیا۔

عجائبات سفر

اس سفر کے دوران میں ایک جگہ کسی پکارنے والے نے پکارا، ادھر آؤ۔ آپؐ نے توجہ نہ کی، جبریلؑ نے بتایا یہ یہودیت کی طرف بلا رہا تھا، دوسری طرف سے آواز آئی ادھر آؤ۔ آپؐ اُس کی طرف بھی متوجہ نہ ہوئے۔ جبریلؑ نے کہا۔ یہ عیسائیت کا داعی تھا۔ پھر ایک عورت نہایت ہی آراستہ پیراستہ نظر آئی۔ اور اُس نے آپؐ کو اپنی طرف بلایا۔ آپؐ نے اس سے بھی نظر پھیر لی، جبرئیلؑ نے کہا یہ دنیا تھی۔ پھر ایک بوڑھی عورت سامنے آئی۔ جبرئیلؑ نے کہا۔ دنیا کی عمر کا اندازہ اس کی عمر سے کر لیجئے پھر ایک اور شخص ملا۔ جس نے آپؐ کو اپنی طرف متوجہ کرنا چاہا مگر آپؐ اُسے بھی چھوڑ کر آگے بڑھ گئے۔ جبرئیلؑ نے کہا یہ شیطان تھا۔ جو آپ کو راستہ سے ہٹانا چاہتا تھا

ایک جگہ آپؐ نے دیکھا کہ کچھ لوگ کھیتی کاٹ رہے ہیں جتنی کاٹتے جاتے ہیں۔ اتنی ہی وہ بڑھتی چلی جاتی ہے۔ پوچھا یہ کون ہیں؟ کہا گیا یہ خدا کی راہ میں جہاد کرنے والے ہیں۔

پھر دیکھا کچھ لوگ ہیں، جن کے سر پتھروں سے کچلے جا رہے ہیں؟ پوچھا یہ کون ہیں؟ کہا گیا۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے سر کی گرانی انہیں نماز کے لئے اٹھنے نہیں دیتی تھی۔

پھر دو لوگ دیکھے، جن کے کپڑوں میں آگے پیچھے پیوند [illegible] تھے اور وہ چوپاؤں کی طرح کھا رہے رہے تھے۔ پوچھا یہ کون ہیں؟ کہا گیا یہ وہ ہیں جو اپنے مال میں سے زکوٰۃ و خیرات کچھ نہ دیتے تھے۔

پھر ایک شخص کو دیکھا کہ لکڑیوں کا گٹھا جمع کر کے اٹھانے کی کوشش کرتا ہے اور جب وہ نہیں اُٹھتا تو اُس میں کچھ اور لکڑیاں بڑھا لیتا ہے۔ پوچھا یہ کون ہے، کہا گیا یہ وہ شخص ہے جس پر امانتوں اور ذمہ داریوں کا اتنا بوجھ تھا کہ اٹھا نہ سکتا تھا۔ مگر یہ اُن کو کم کرنے کی بجائے اور زیادہ ذمہ داریوں کا بوجھ اپنے اوپر لادے چلا جاتا تھا۔

پھر دیکھا کہ کچھ لوگوں کی زبانیں اور ہونٹ قینچیوں سے کترے جا رہے ہیں، پوچھا یہ کون ہیں؟ کہا گیا یہ غیر ذمہ دار مقرر ہیں جو بے تکلف زبان چلاتے اور فتنہ برپا کیا کرتے تھے۔

ایک اور جگہ دیکھا کہ ایک پتھر میں ذرا سا شگاف ہوا اور اُس سے ایک بڑا موٹا سا بیل نکل آیا۔ پھر وہ بیل اُسی شگاف میں سے واپس جانے کی کوشش کرنے لگا۔ مگر نہ جا سکا۔ پوچھا، یہ کیا معاملہ ہے۔ کہا گیا۔ یہ اُس شخص کی مثال ہے جو غیر ذمہ داری کے ساتھ ایک فتنہ انگیز بات کر جاتا ہے، پھر نادم ہو کر اُس کی تلافی کرنا چاہتا ہے مگر کر نہیں سکتا۔

ایک اور مقام پر کچھ لوگ تھے۔ جو اپنا گوشت کاٹ کاٹ کر کھا رہے تھے۔ پوچھا۔ یہ کون ہیں؟
کہا گیا۔ یہ دوسروں پہ زبان طعن دراز کرتے تھے۔

انہی کے قریب، کچھ اور لوگ تھے جن کے ناخن تانبے کے تھے اور وہ اپنے منہ اور سینے نوچ رہے تھے۔ پوچھا یہ کون ہیں؟ کہا گیا۔ یہ وہ لوگ ہیں، جو لوگوں کی پیٹھ پیچھے اُن کی برائیاں بیان کرتے اور اُن کی عزت پر حملے کیا کرتے تھے۔

کچھ لوگ اور دیکھے، جن کے ہونٹ اونٹوں کے مشابہ تھے اور وہ آگ کھا رہے تھے۔ پوچھا۔ یہ کون ہیں؟ کہا گیا یہ یتیموں کا مال ہضم کرتے تھے۔

پھر دیکھا۔ کچھ لوگ ہیں۔ جن کے پیٹ بے انتہا بڑے اور سانپوں سے بھرے ہوئے ہیں، آنے جانے والے اُن کو روندتے ہوئے گزرتے ہیں مگر وہ اپنی جگہ سے ہل نہیں سکتے۔ پوچھا۔ یہ کون ہیں؟ کہا گیا یہ سود خوار ہیں۔

پھر کچھ اور لوگ نظر آئے۔ جن کے ایک جانب نفیس چکنا گوشت رکھا تھا اور دوسری جانب سڑا ہوا گوشت جس سے سخت بدبو آ رہی تھی۔ وہ اچھا گوشت چھوڑ کر سڑا ہوا گوشت کھا رہے تھے۔ پوچھا یہ کون ہیں، کہا گیا یہ وہ مرد اور عورتیں ہیں جنہوں نے حلال بیویوں اور شوہروں کے ہوتے ہوئے حرام سے اپنی خواہش پوری کی۔

پھر دیکھا کہ کچھ عورتیں اپنی چھاتیوں کے بل لٹک رہی ہیں پوچھا۔ یہ کون ہیں؟ کہا گیا یہ وہ عورتیں ہیں جنہوں نے اپنے شوہروں کے سر ایسے بچے منڈھ دئے جو اُن کے نہ تھے۔

معراج روحانی تو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو لاتعداد بار ہوا۔ دیگر انبیائے کرام علیہم السلام کو بھی ہوتی ہے۔ مگر یہ جسم خاکی کسی انسان کا اتنا لطیف، صافی اور منور نہیں ہوتا کہ کمال قرب جسمانی کا بخشا جاتا۔

حالت بیداری میں بجسدہٖ تمام مقامات کی سیر کرنا نہ تو ناممکن ہے اور نہ خلاف قیاس، اس لئے کہ جو خدا بڑے بڑے اجسام کو خلاء میں قائم رکھتا ہے وہ اپنے ایک برگزیدہ بندے کو بھی جسمانی معراج کرا سکتا ہے۔ اور خلاف قیاس اس لئے نہیں کہ آج کل بڑے بڑے ہوائی جہاز فضائے آسمانی میں پرواز کر رہے ہیں اور چند گھنٹوں میں انسانوں کی ایک جماعت ہوائی جہاز میں سوار ہو کر سینکڑوں کوس کی مسافت آسانی سے طے کر لیتی ہے

واقعۂ معراج ازروئے قرآن کریم

سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنْ اٰیٰتِنَا ؕ اِنَّہٗ ھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ ۝ پ۱۵ ع ۱

(سورہ بنی اسرائیل)

ترجمہ:۔ پاک ہے وہ ذات جو لے گئی اپنے بندے کو راتوں رات مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک جس کے ماحول کو ہم نے برکت دی ہے۔ تاکہ ہم اُس کو دکھلائیں کچھ اپنی قدرت کے نمونے، وُہی ہے سُننے والا، دیکھنے والا۔

اللہ تعالیٰ کی ذات نقص و قصور اور ہر قسم کے ضعف و عجز سے پاک ہے۔ جو بات ہمارے خیال میں بے انتہا عجیب معلوم ہو اور ہماری عقلیں اُسے بعید از عقل سمجھیں، خدا کی قدرت و مشیت کے سامنے وہ کچھ بھی مشکل نہیں۔ اللہ تعالیٰ صرف ایک رات کے محدود حصہ میں اپنے مخصوص ترین اور مقرب ترین بندہ محمد رسول اللہ کو حرم مکہ سے بیت المقدس تک لے گیا۔ اس سفر کی غرض یہ تھی۔ کہ خود اس سفر میں یا بیت المقدس سے آگے کہیں اور جگہ لے جا کر اپنی قدرت کے عظیم الشان نشان اور کلیہ انتظامات کے عجیب و غریب نمونے دکھلائے

جائیں۔

وَمَا جَعَلْنَا الرُّءْيَا الَّتِي أَرَيْنَاكَ إِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُونَةَ فِي الْقُرْآنِ ط پ ۱۵ ع ۶

ترجمہ:- اور وہ دکھلاوا جو ہم نے آپ کو دکھلایا وہ لوگوں کو جانچنے کو تھا اور ایسے ہی وہ درخت جس پر پھٹکار ہے قرآن میں دکھلاوے سے مراد شب معراج کا نظارہ ہے۔ جس کے بیان سے لوگ آزمائے گئے، بعضوں نے سن کر مانا اور بعضوں نے جھوٹ جانا، قرآن نے بیان کیا کہ زقوم کا درخت دوزخی کھائیں گے اس کو سن کر ایمان والے یقین لائے اور منکروں نے کہا کہ دوزخ کی آگ میں سبز درخت کیونکر ہوگا؟ یہی جانچنا تھا، ان دو مثالوں سے اندازہ کر لیجئے کہ تصدیق خوارق کے بارہ میں ان کی طبائع کا کیا حال ہے؟ لفظ "رؤیا" کے متعلق ابن عباس رض فرما چکے ہیں رُؤْيَا عَيْنٍ أُرِيَهَا رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم مفسرین نے کلام عرب سے اس کے شواہد پیش کئے ہیں۔ کہ "رؤیا" کا لفظ گاہ بگاہ مطلق رؤیت یعنی دیکھنے کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ لہٰذا اگر اس سے مراد یہی اسراء کا واقع ہے تو مطلق نظارہ کے معنی لئے جائیں جو ظاہری آنکھوں سے ہوا، تاکہ ظواہر نصوص اور جمہور امت کے عقیدہ کی مخالفت نہ ہو۔ یہ رؤیت وہ نہیں جس کی نفی لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ میں کی گئی ہے۔ کیونکہ اس سے غرض احاطہ کی نفی کرنا ہے یعنی نگاہیں اس کا احاطہ نہیں کر سکتیں۔ خواب میں یہ بات نہیں ہوتی۔ اس لئے بھی معراج کو کسی طرح خواب نہیں کہا جا سکتا۔

راجح مذہب یہی ہے کہ معراج واسراء کا واقعہ حالت بیداری میں بجسدہ شریف واقع ہوا۔ معراج کی احادیث تقریباً تیس صحابہ سے منقول ہیں۔ خواب اور روحانی معراج میں علامہ ابن قیم نے فرق کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں روحی معراج کے معنی یہ ہیں کہ آپؐ کی روح کو تمام مقامات کی سیر کرائی گئی ہے۔

(۳) سورہ النجم (پ ۲۷ ع ۵) کی ابتدائی آیات میں آسمانوں کی سیر کا ذکر ہے

عَلَّمَهُ شَدِيدُ الْقُوَى ۝ ذُو مِرَّةٍ فَاسْتَوَى ۝ وَهُوَ بِالْأُفُقِ الْأَعْلَى ۝ ثُمَّ دَنَا فَتَدَلَّى ۝ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَى ۝ فَأَوْحَى إِلَى عَبْدِهِ مَا أَوْحَى ۝ مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَأَى ۝ أَفَتُمَارُونَهُ عَلَى مَا يَرَى ۝ وَلَقَدْ رَآهُ نَزْلَةً أُخْرَى ۝ عِندَ سِدْرَةِ الْمُنتَهَى ۝ عِندَهَا جَنَّةُ الْمَأْوَى ۝ إِذْ يَغْشَى السِّدْرَةَ مَا يَغْشَى ۝ مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغَى ۝ لَقَدْ رَأَى مِنْ آيَاتِ رَبِّهِ الْكُبْرَى ۝

ترجمہ اس کو سکھلایا ہے قوتوں والے زور آور نے، پھر سیدھا بیٹھا اور وہ تھا اونچے کنارہ پر آسمان کے۔ پھر نزدیک ہوا اور لٹک آیا۔ پھر رہ گیا فرق دو کمان کے برابر، یا اس سے بھی نزدیک پھر حکم بھیجا اللہ نے اپنے بندہ پر جو بھیجا۔ جھوٹ نہیں کہا۔ رسول کے دل نے جو دیکھا اب کیا تم جھگڑتے ہو اُس سے اس بات پر جو اُس نے دیکھا اور اُس کو اُس نے دیکھا ہے اترتے ہوئے ایک بار اور بھی۔ سدرۃ المنتہیٰ کے پاس۔ اُس کے پاس بہشت ہے آرام سے رہنے کی۔ جب چھا رہا تھا اُس بیری پر جو کچھ چھا رہا تھا، بہکی نہیں نگاہ اور نہ حد سے بڑھی۔ بے شک دیکھے اُس نے اپنے رب کے بڑے نمونے۔

شب معراج میں آنحضرت صلعم نے جبرئیلؑ کو سدرۃ المنتہیٰ کے پاس دیکھا ہے ساتویں آسمان میں عالم بالا سے جو احکام و ارزاق وغیرہ آتے ہیں وہ اول سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچتے ہیں پھر وہاں سے ملائکہ زمین پر لاتے ہیں اسی طرح یہاں کے جو اعمال اوپر چڑھتے ہیں وہ بھی سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچتے ہیں پھر وہاں سے اوپر اٹھا لئے جاتے ہیں دنیا میں اسکی مثال ڈاکخانہ کی سی سمجھئے

سدرۃ المنتہیٰ کے مقام پر پہنچ کر حضرت جبرئیلؑ نے نہایت عاجزی سے عرض کیا کہ اب میں آگے نہیں بڑھ سکتا۔ کیونکہ اس سے آگے آپؐ ہی کو قوت برداشت عطا کی گئی ہے ؎

اگر یک سر موئے برتر پرم
فروغ تجلی بسوزد پرم

حضور خود نورانی تخت پر بیٹھ کر اپنے مولیٰ کے دربار میں تشریف لے گئے اور التحیات پڑھنی شروع کی۔ جواب آیا:- أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سدرۃ المنتہیٰ جیسے بلند مقام پر پہنچنا آپؐ کے معزز و مکرم ہونے کی دلیل ہے، اور قاعدہ ہے کہ اپنے عزیز مہمان سے سامان اکرام کا اخفا نہیں کیا جاتا اور جبرئیلؑ کی معیت آپؐ کے ساتھ اکرام کے لئے تھی، سونے کے پروانے اس بیری کے درخت سے چمٹ رہے تھے اور ایک روایت میں ہے کہ وہ فرشتے تھے، دوسری روایت میں ہے کہ فرشتوں نے حق تعالیٰ سے اجازت چاہی تھی کہ ہم بھی حضورؐ کی زیارت کریں اُن کو اجازت مل گئی وہ سدرۃ پر جمع ہو گئے اس میں حضورؐ کے معزز، مکرم اور معظم ہونے کی طرف اشارہ ہے آپ ان عجائبات کو دیکھ کر ذرا حیران و پریشان نہیں ہوئے چنانچہ جن چیزوں کی رویت کا حکم تھا اُن کی نظر کرنے سے آپ کی نظر نہ چوکی بلکہ ان چیزوں کو خوب دیکھا اور جن چیزوں کے دیکھنے کا جب تک حکم نہ ہوا اُن کی طرف دیکھنے کو آپ کی نگاہ بڑھی یہ آپ کے نہایت استقلال کی دلیل ہے کیونکہ عجیب چیزوں سے حیران ہو کر آدمی دو حرکتیں کیا کرتا ہے اول جن چیزوں کے دیکھنے کو کہا جاتا ہے ان کو تو دیکھتا نہیں اور جن کے لئے نہیں کہا گیا انہیں تکتا ہے

حدیث المعراج

مالک بن صعصعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں معراج کا واقعہ سنایا۔ فرمایا کہ میں حطیم اور بعض اوقات فرمایا کہ میں حجر میں لیٹا ہوا تھا۔ ناگہاں ایک شخص میرے پاس آیا اس نے میرے سینے کو ناف تک چیرا۔ میرا دل نکالا۔ پھر میرے پاس ایک سونے کی طشتری ایمان سے بھری ہوئی لائی گئی میرا دل دھو کر اس میں ایمان بھر کر اپنی جگہ پر رکھ دیا گیا۔ ایک روایت میں آیا ہے کہ زمزم کے پانی سے پیٹ دھو کر ایمان - اور حکمت سے بھر دیا گیا پھر میرے پاس ایک سفید رنگ کی سواری لائی گئی جو خچر سے چھوٹی اور گدھے سے بڑی تھی جس کا نام براق تھا۔ اس کا ایک قدم اپنی آنکھ کی نگاہ کی دوری پر پڑتا تھا مجھے اس پر سوار کیا گیا اور جبرئیلؑ مجھے ساتھ لے گئے۔ یہاں تک کہ آسمان دنیا پر جا پہنچے۔ دروازہ کھولنے کی درخواست کی۔ پوچھا گیا۔ کون ہے؟ فرمایا جبرئیل۔ پوچھا گیا اور آپ کے ساتھ کون ہے؟ فرمایا محمد صلی اللہ علیہ وسلم، پوچھا۔ کیا حضورؐ کو بلایا گیا ہے؟ فرمایا ہاں۔ کہا گیا مرحبا اچھے تشریف لائے۔ جب میں وہاں پہنچا وہاں میں نے آدم علیہ السلام کو پایا جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا یہ آپ کے والد آدم علیہ السلام ہیں ان کو سلام فرمایئے میں نے ان سے سلام کہا آپ نے سلام کا جواب دے کر فرمایا صالح بیٹے اور نبی صالح کو مرحبا ہو۔ پھر جبرئیلؑ مجھے اوپر لے چڑھے یہاں تک کہ دوسرے آسمان پر پہنچے اور دروازہ کھولنے کی درخواست کی۔ پوچھا گیا۔ کون ہے؟ فرمایا جبرئیلؑ۔ پوچھا اور آپ کے ساتھ کون ہے؟ فرمایا محمد صلی اللہ علیہ وسلم، پوچھا گیا کیا آپؐ کو بلایا گیا ہے۔ فرمایا ہاں۔ کہا گیا، مرحبا۔ اچھے تشریف لائے۔ پھر دروازہ کھولا گیا۔ جب میں وہاں پہنچا وہاں یحییٰ اور عیسیٰ علیہما السلام موجود تھے اور وہ دونوں خالہ زاد بھائی ہیں۔ جبرئیلؑ نے فرمایا یہ یحییٰ اور عیسیٰ علیہما السلام ہیں ان دونوں کو سلام فرمایئے۔ میں نے سلام کیا۔ دونوں نے جواب دیا۔ پھر فرمایا۔ صالح بھائی اور نبی صالح کو مرحبا ہو۔ پھر جبرئیلؑ مجھے تیسرے آسمان پر لے چڑھے۔ دروازہ کھولنے کی درخواست کی۔ پوچھا گیا۔ کون ہے فرمایا جبرئیلؑ۔ پوچھا گیا آپ کے ساتھ کون ہے؟ فرمایا محمد صلی اللہ علیہ وسلم، پوچھا گیا کیا آپ کو بلایا گیا ہے۔ فرمایا۔ ہاں۔ کہا گیا مرحبا اچھے تشریف لائے۔ پھر دروازہ کھولا گیا جب میں وہاں پہنچا۔ یوسف علیہ السلام کو پایا۔ جبرئیلؑ نے فرمایا یہ یوسف علیہ السلام ہیں۔ ان کو سلام فرمایئے۔ میں نے ان سے سلام کیا۔ انہوں نے

جواب دیا پھر فرمایا۔ صالح بھائی اور نبی صالح کو مرحبا ہو۔ پھر جبریل ؑ مجھے اوپر لے چڑھے یہاں تک کہ چوتھے آسمان تک پہنچے۔ دروازہ کھولنے کی درخواست کی۔ کہا گیا کون ہے؟ فرمایا جبریل ؑ۔ پوچھا گیا آپ کے ساتھ کون ہے؟ فرمایا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پوچھا گیا۔ کیا آپ کو بلایا گیا ہے؟ فرمایا۔ ہاں۔ کہا گیا۔ مرحبا۔ اچھے تشریف لائے پھر دروازہ کھولا گیا۔ جب میں وہاں پہنچا۔ ادریس علیہ السلام کو وہاں پایا۔ جبریل ؑ نے فرمایا یہ ادریس علیہ السلام ہیں ان کو سلام فرمایئے۔ میں نے ان سے سلام کہا۔ انہوں نے سلام کا جواب دیا۔ پھر فرمایا صالح بھائی اور نبی صالح کو مرحبا ہو۔ پھر جبریل ؑ مجھے اوپر لے چڑھے۔ یہاں تک کہ پانچویں آسمان تک جا پہنچے دروازہ کھولنے کی درخواست کی پوچھا گیا کون ہے؟ فرمایا جبریل ؑ۔ کہا گیا آپ کے ساتھ کون ہے؟ فرمایا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پوچھا گیا۔ کیا آپ کو بلایا گیا ہے فرمایا۔ ہاں۔ کہا گیا۔ مرحبا اچھے تشریف لائے۔ پھر دروازہ کھولا گیا۔ جب میں وہاں پہنچا تو موسیٰ علیہ السلام کو وہاں پایا جبریل نے فرمایا یہ موسیٰ علیہ السلام ہیں ان کو سلام فرمایئے۔ میں نے ان سے سلام کہا۔ انہوں نے جواب دیا پھر فرمایا صالح بھائی اور نبی صالح کو مرحبا ہو۔ جب میں ان کے پاس سے گذرا تو رو پڑے ان سے کہا گیا۔ آپ کو کس چیز نے رلایا۔ فرمانے لگے میں اس لئے رو رہا ہوں کہ ایک نوجوان (یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم) میرے بعد بھیجا گیا۔ اس کی امت بہشت میں میری امت سے زیادہ تعداد میں جائے گی۔ پھر جبریل ؑ مجھے ساتویں آسمان پر لے چڑھے۔ دروازہ کھولنے کی درخواست کی۔ پوچھا گیا۔ کون ہے؟ فرمایا۔ جبریل ؑ کہا گیا اور آپ کے ساتھ کون ہے؟ فرمایا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کہا گیا کیا آپ کو بلایا گیا ہے؟ فرمایا۔ ہاں۔ کہا گیا مرحبا اچھے تشریف لائے۔ جب میں وہاں پہنچا ابراہیم علیہ السلام کو وہاں پایا۔ جبریل ؑ نے فرمایا یہ آپ کے باپ ابراہیم علیہ السلام ہیں ان سے سلام فرمایئے میں نے ان سے سلام کہا۔ انہوں نے سلام کا جواب فرمایا۔ پھر کہا صالح بیٹے اور نبی صالح کو مرحبا ہو۔ پھر میں سدرۃ المنتہیٰ تک اٹھایا گیا۔ اس کا پھل ہجر کے مٹکوں جتنا بڑا تھا اور اس کے پتے ہاتھی کے کانوں کی طرح تھے۔ جبریل ؑ نے فرمایا یہ سدرۃ المنتہیٰ ہے وہاں میں نے چار دریا دیکھے۔ دو دریا ظاہر۔ دو دریا باطن کے میں نے کہا اے جبریل ؑ یہ کیا ہے؟ فرمایا دو باطن والے جنت کے ہیں اور دو ظاہر والے نیل اور فرات ہیں پھر مجھے بیت المعمور کی طرف اٹھایا گیا اور میرے پاس ایک برتن شراب کا اور ایک برتن دودھ کا اور ایک برتن شہد کا لایا گیا میں نے دودھ والا برتن لے لیا۔ جبریل ؑ نے فرمایا یہی فطرت ہے جس پر تو اور تیری امت ہے پھر مجھ پر روزانہ پچاس نمازیں فرض کی گئیں میں دربار الٰہی سے لوٹ آیا۔ موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گذرا۔ انہوں نے پوچھا آپ کو کیا حکم دیا گیا ہے میں نے کہا روزانہ پچاس نمازوں کا حکم دیا گیا ہے ——— فرمایا تیری امت روزانہ پچاس نمازیں نہیں پڑھ سکیگی خدا تعالےٰ کی قسم میں نے آپ سے پہلے لوگوں کا تجربہ کر کے دیکھا ہے میں نے بنی اسرائیل کو بہت زیادہ آزمایا ہے اپنے رب کے پاس لوٹ کر جایئے اور اپنی امت کے لئے تخفیف کی درخواست کیجئے پھر میں لوٹ کر گیا تو اللہ تعالیٰ نے دس نمازیں معاف فرمائیں۔ پھر موسیٰ علیہ السلام کے پاس لوٹ کر آیا پھر انہوں نے ویسا ہی کہا۔ پھر میں لوٹ کر گیا تو اللہ تعالیٰ نے دس اور معاف فرمائیں پھر میں لوٹ کر موسیٰ ؑ کے ہاں آیا پھر انہوں نے ویسا ہی کہا پھر میں لوٹ کر گیا پھر اللہ تعالیٰ نے دس اور معاف فرمائیں پھر میں لوٹ کر موسیٰ ؑ کے ہاں آیا پھر انہوں نے ویسا ہی کہا۔ پھر میں لوٹ کر گیا پھر اللہ تعالےٰ نے دس اور معاف فرمائیں۔ پھر میں موسیٰ ؑ کے ہاں لوٹ کر آیا پھر انہوں نے ویسا ہی فرمایا۔ پھر میں لوٹ کر گیا پھر اللہ تعالےٰ نے دس اور معاف فرمائیں پھر مجھے روزانہ دس نمازوں کا حکم دیا گیا۔ پھر لوٹ کر موسیٰ کے ہاں آیا۔ پھر ویسا ہی فرمایا۔ پھر مجھے پانچ نمازوں کا حکم دیا گیا۔ پھر میں لوٹ کر موسیٰ کے ہاں آیا۔ پوچھا آپ کو کس چیز کا حکم دیا گیا ہے۔ فرمایا تیری امت روزانہ پانچ نمازیں بھی نہیں پڑھ سکیگی۔ میں نے آپ سے پہلے لوگوں کا تجربہ کیا ہے اور بنی اسرائیل کو میں نے سخت آزمایا ہے۔ اپنے رب کے ہاں جایئے اور اپنی امت کے لئے تخفیف کی درخواست کیجئے۔ آپ نے فرمایا میں نے اپنے رب سے بہت سوال کئے۔ اب شرم آتی ہے اب میں راضی ہو جاتا ہوں اور اپنا اور ان کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں آپ نے فرمایا جب میں آگے گذرا ایک منادی نے آواز دی میں نے اپنے مقرر کئے ہوئے حکم کو پورا کیا اور اپنے بندوں سے تخفیف بھی کر دی (بخاری شریف و مسلم شریف) آپ نے جنت میں دیکھا کہ وہاں موتیوں کے گنبد ہیں اور وہاں کی مٹی مشک کی ہے

تحفۂ معراج

معراج میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تین چیزیں عطا کی گئیں (۱) پانچ وقتی نماز (۲) سورہ بقرہ کی آخری آیات (۳) یہ حکم کہ آپ کی امت میں سے جو شخص شرک نہ کرے گا اس کی مغفرت کر دی جائے گی۔

بروایت ابو ہریرہ رسول پاک نے ارشاد فرمایا کہ شب معراج میں میں نے اپنے آپ کو انبیاء کی جماعت کے ساتھ دیکھا۔ موسیٰ ؑ کھڑے نماز پڑھ رہے تھے چھریرے بدن کے دراز قامت گھونگروالے بالوں والے آدمی تھے معلوم ہوتا تھا کہ قبیلہ شنوءہ کے ایک فرد ہیں عیسیٰ ؑ بھی کھڑے نماز پڑھ رہے تھے اور ان کی شکل تمہارے دوست کی شکل سے بہت مشابہ تھی۔ ان حضرات کے دار آخرت میں جا کر نماز پڑھنے پر کوئی اعتراض وارد نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ یہ حضرات زندہ ہیں نیکی کرنے کی توفیق ان سے سلب نہیں کی گئی البتہ ان پر کوئی عمل کرنا واجب نہیں رہا۔ یہ نماز بحیثیت فرض کے ادا نہیں کر رہے بلکہ اپنے شوق سے کر رہے ہیں جس طرح کہ سانس لینے میں انسان کو تکلیف نہیں ہوتی اسی طرح انہیں خدا یاد کرنے میں راحت ہوتی ہے۔ اتنے میں نماز کا وقت آ گیا میں نے سب کی امامت کی۔ جب میں نماز سے فارغ ہو گیا تو کسی کہنے والے نے کہا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ مالک داروغہ دوزخ ہے ان کو سلام کیجئے۔ میں نے ان کی طرف پھر کر دیکھا تو انہوں نے ابتداً سلام کیا۔

ابن حزم کہتے ہیں کہ ابو حبہ اور ابن عباس رضی نے بیان کیا۔ حضور فرما رہے تھے کہ سدرۃ المنتہیٰ کے بعد مجھے اور اوپر لے جایا گیا یہاں تک کہ میں ایک بلند اور ہموار جگہ پر پہنچا۔ جہاں سے قلموں کے لکھنے کی آواز مجھے سنائی دے رہی تھی۔

مروجہ رسوم رجب

(۱) مروجہ ہزاری روزہ۔ یعنی اس ماہ کی ستائیسویں تاریخ کو روزہ رکھنا۔ ایک ہزار روزوں کے ثواب کے برابر ہے یہ کسی حدیث میں نہیں ہے۔ اگر کوئی روزہ رکھے تو مذکورہ اعتقاد نہ رکھے۔

(۲) معراج شریف کی تاریخ اور مہینہ میں اختلاف ہے۔ اس لئے ضروری نہیں کہ صرف ۲۷ رجب ہی کی رات کو جلسے کئے جائیں اور معراج کا بیان سنایا جائے

(۳) بعض جگہ تبرک کی روٹیوں کی تقسیم ہوتی ہے۔ جس کی سرے سے ہی کوئی اصل نہیں

(۴) اس ماہ کا نام عوام مستورات میں روزہ مریم مشہور ہے اور یہ بات بے اصل ہے

البتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس ماہ کے داخل ہونے کے وقت فرماتے تھے۔ اللھم بارک لنا فی رجب و شعبان و بلغنا رمضان

اے طائر لاہوتی اس رزق سے موت اچھی
جس رزق سے آتی ہو پرواز میں کوتاہی
(اقبال)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

خطبۂ یوم الجمعہ - ۲ شعبان المعظم ۱۳۷۵ھ مطابق ۱۶ر مارچ ۱۹۵۶ء

محنت کے سوا کسی کام میں کامیابی نہیں ہوتی

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب خطیب جامع مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور

(وَاَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى) سورۃ النجم رکوع ۳ پ ۲۷

ترجمہ:- اور یہ کہ انسان کو وہی ملتا ہے جو کرتا ہے ٭

برادران اسلام! اللہ تعالےٰ نے انسان کے اندر نیکی اور بدی میں امتیاز کرنے کی استعداد رکھی ہوئی ہے چنانچہ ارشاد ہے:-

(فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰهَا)

(سورۃ الشمس رکوع ۱ پ ۳۰)

(ترجمہ) پھر اس کو بدی اور نیکی سمجھائی ٭ اسکے علاوہ یہ ارشاد ہے

لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ

(سورۃ البقرہ رکوع ۳۴ پارہ ۳)

ترجمہ:- دین کے کام میں زبردستی نہیں ہے - بے شک ہدایت یقیناً گمراہی سے ممتاز ہو چکی ہے۔

علاوہ اس کے یہ اعلان الٰہی ہے:-

وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ الایۃ (سورۃ الکہف رکوع ۴ - پارہ ۱۵)

(ترجمہ:- اور کہدو سچی بات تمہارے رب کی طرف سے ہے پھر جو چاہے - مان لے - اور جو چاہے انکار کردے -

چار چیزیں

مذکورۃ الصدر آیات میں سے چار چیزیں برآمد ہوتی ہیں

(۱) انسان کو اس کی محنت کا پھل ملتا ہے۔

(۲) اللہ تعالےٰ نے انسان کو نیکی اور بدی میں تمیز کرنے کی استعداد دی ہوئی ہے۔

(۳) کسی کو اسلام لانے کے لئے مجبور نہ کیا جائے۔

(۴) جو چاہے ایمان لائے جو چاہے کفر اختیار کرے۔

ایک ہی قاعدہ

برادران اسلام! کوئی کام بھی ہو خواہ دین کا ہو یا دنیا کا سب کے لئے ایک ہی قاعدہ کلیہ ہے - جو شخص اپنے کام میں پوری کوشش کرے گا - اللہ تعالےٰ کی مدد اس کے ساتھ ہو گی - اور وہ کامیاب ہو جائے گا۔

اللہ تعالےٰ نے دینداروں کو دین کے کاموں میں اور دنیا داروں کو دنیا کے کاموں میں امداد دینے کا اعلان فرمایا ہوا ہے شہنشاہی اعلان ملاحظہ ہو:-

(كُلًّا نُّمِدُّ هٰٓؤُلَآءِ وَهٰٓؤُلَآءِ مِنْ عَطَآءِ رَبِّكَ ۭ وَمَا كَانَ عَطَآءُ رَبِّكَ مَحْظُوْرًا ۝) (سورۃ بنی اسرائیل رکوع ۲ پ ۱۵)

(ترجمہ:- ہم ہر فریق کو اپنی پروردگاری بخششوں سے مدد دیتے ہیں - ان کو بھی اور ان کو بھی اور تیرے رب کی بخشش کسی پر بند نہیں۔

سلسلہ اسباب میں ہاتھ ڈالنا

میرے معزز بھائیو! ہمارا ایمان ہے کہ اللہ جل شانہ سلسلہ اسباب کے سوا کلمہ کُن سے بھی سارے نظام کو چلا سکتا ہے لیکن اس نے اپنی مرضی سے سلسلہ اسباب کے ساتھ اس نظام کو وابستہ کیا ہوا ہے حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش کی طرح وہ چاہے - تو ہر جگہ کی مٹی سے آدمی پیدا کر سکتا ہے - مگر اب اس نے یہ نظام چلایا ہوا ہے - کہ انسان نکاح کر کے بیوی لائے - گھر بسائے اللہ تعالےٰ اس کی بیوی کے ذریعہ سے اولاد عطا فرمائے گا۔ یا مثلاً کاشت کار کاشت کاری کے تمام آلات کو کام میں لاتا ہے - پھر اللہ تعالےٰ اس کے ایک من زمین میں بوئے ہوئے بیج سے پچاس من پیدا کر دیتا ہے - علیٰ ہذا القیاس

دین میں کامیابی کیلئے بھی یہی دستور ہے

برادران اسلام! عام طور پر مسلمان دنیا کے کاموں میں تو اسی قانون کا پابند ہے کہ ہاتھ پاؤں مارنے سے ہی کامیابی ہو گی - مگر دین میں کامیابی حاصل کرنے کے لئے عموماً کامیابی حاصل کرنے کے ذرائع کو تو نظر انداز کر دیتا ہے مگر کامیابی کا خیال بلکہ یقین دل میں رکھتا ہے۔

چند مثالیں

۱

اللہ تعالےٰ کا فرمان ہے (اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ) نماز قائم کرو۔ مسلمان نماز تو پڑھتا نہیں - اور خیال یہ کرتا ہے - کہ چونکہ میں مسلمان ہوں - اس لئے میں ہی بہشت میں جاؤں گا - دوزخ میں ہندو - سکھ - یہودی اور نصرانی ہی جائیں گے۔

۲

اللہ تعالےٰ کا فرمان ہے (كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ) (اے مسلمانو) تم پر روزہ فرض کیا گیا ہے مسلمان روزہ تو رکھتا نہیں اور عقیدہ یہ ہے کہ چونکہ میں مسلمان ہوں - اس لئے میں تو بہشت ہی میں جاؤں گا - اور دوزخ میں ہندو - سکھ - عیسائی اور یہودی ہی جائیں گے۔

۳

اللہ تعالےٰ کا فرمان ہے (اٰتُوا الزَّكٰوةَ) اے مسلمانو زکوٰۃ دو - اب مسلمان زکوٰۃ تو دیتا نہیں - اور خیال یہ کرتا ہے کہ چونکہ میں مسلمان ہوں - اس لئے میں بہشت میں جاؤں گا - اور ہندو - سکھ - نصرانی اور یہودی دوزخ میں جائیں گے۔

۴

اللہ تعالےٰ کا فرمان ہے (وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا) سورۃ آل عمران رکوع ۱۰ پ ۴) (اور لوگوں پر اس گھر کا حج کرنا اللہ کا حق ہے - جو شخص اس تک پہنچنے کی طاقت رکھتا ہو - بہت سے مسلمان ایسے ہیں کہ باوجود حج فرض ہونے کے حج تو کرتے نہیں - اور عقیدہ یہ ہے کہ ہم تو بہشت ہی میں جائیں گے - اور ہندو سکھ یہودی اور نصرانی دوزخ میں جائیں گے -

۵

اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے (وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰٓى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً ۭ وَسَاۗءَ سَبِيْلًا ۝) سورۃ بنی اسرائیل رکوع ۴ پ ۱۵

(ترجمہ:- اور زنا کے قریب نہ جاؤ - بیشک وہ بے حیائی ہے اور بری راہ ہے ٭

آجکل کے زانی مسلمان کا بھی عموماً یہ خیال ہے چونکہ میں مسلمان ہوں - اس لئے میں تو بہشت ہی میں جاؤں گا - اور ہندو - سکھ - یہودی اور نصرانی دوزخ میں جائیں گے -

۶

تقسیم میراث میں شریعت کے منکر اور رواج کے پابند

وَيَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالرَّسُوْلِ وَاَطَعْنَا ثُمَّ يَتَوَلّٰى فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ مِّنْ بَعْدِ ذٰلِكَ ۭ وَمَآ اُولٰۗىِٕكَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ ۝ وَاِذَا دُعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ۝ وَاِنْ يَّكُنْ لَّهُمُ الْحَقُّ يَاْتُوْٓا اِلَيْهِ مُذْعِنِيْنَ (سورۃ النور رکوع ۶ پ ۱۸)

ترجمہ:- اور کہتے ہیں - ہم اللہ اور رسول پر ایمان لائے اور ہم فرمانبردار ہو گئے - پھر ایک گروہ ان میں سے اس کے بعد پھر جاتا ہے - اور وہ لوگ مومن نہیں ہیں - اور جب انھیں اللہ اور اس کے رسول کی طرف بلایا جائے تاکہ ان میں فیصلہ کرے - تبھی ایک گروہ ان میں سے منہ موڑنے والے ہیں - اور اگر انھیں حق پہنچتا ہو - تو اس کی طرف گردن جھکائے آتے ہیں ٭

حاصل

یہ نکلا - کہ بعض آدمی ایسے ہیں جو اپنے اندر ایمان اور اسلام کے دعویدار ہیں - اس کے بعد ایک گروہ ان میں سے پھر جاتا ہے - اور وہ لوگ دائرہ ایمان سے خارج ہو جاتے ہیں - اللہ تعالےٰ نے ان کے حق یہ فیصلہ کیوں فرمایا - اس لئے کہ جب انھیں اللہ اور اس کے رسول کی عدالت کی طرف فیصلہ کے لئے بلایا جاتا ہے - تو منہ موڑ کر چلے جاتے ہیں - ہاں! اگر انہیں یقین ہو - کہ فیصلہ ہمارے ہی حق میں ہوگا - تو پھر گردن جھکا کر آجاتے ہیں -

اس رویہ کا نتیجہ

ان کے اس رویہ کا نتیجہ یہ ہے کہ انہیں اللہ تعالےٰ کی رضا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع مقصود نہیں ہے - بلکہ اپنی غرض کے بندے ہیں - شریعت کے دیوانے

پر تب آتے ہیں جبکہ ان کی غرض پوری ہوتی ہو۔ لہٰذا وہ اللہ کے بندے نہیں ہیں۔ بلکہ اپنی غرض کے بندے ہیں۔

محمڈن لاء سے انکار اور رواج کے پابند

لوگ اسی زد میں آتے ہیں۔ انگریز کے وقت میں صوبہ پنجاب کے اکثر زمیندار اور شہری صاحب جائداد بھی بکثرت اس مرض کے مریض تھے۔ الا ماشاء اللہ۔

اس کا نتیجہ

شریعت محمدیہ سے انکار کرنے کے باعث جب ان میں ایمان نہیں رہا۔ تو پھر اگرچہ وہ نماز پڑھیں۔ روزے رکھیں حج کریں۔ زکوٰۃ دیں۔ ان کی کوئی نیکی نہ قبول ہوگی۔ نہ نجات آخرۃ کا ذریعہ بنے گی۔

دعوتِ توبہ

پاکستان بننے کے بعد اب بھی جو لوگ اس خیال کے ہیں انھیں اس گناہ سے توبہ کرنی چاہیئے اور شریعۃ محمدیہ کے سامنے ہر وقت سر جھکائے رکھنا چاہیئے۔ اور شریعت جو فیصلہ کرے۔ اسے صدق دل سے مان لینا چاہیئے۔ اس جذبہ کے سوا ایمان کے بچنے کی کوئی صورت نہیں ہے۔

یہودیوں کی سرکشی اور اس کا نتیجہ

مسلمانوں کی جس سرکشی کا اوپر ذکر کیا گیا ہے کہ مسلمان کہلاتے ہیں۔ اور قرآن کے حکم کی تعمیل کرنے سے کتراتے ہیں۔ یہی سرکشی یہودیوں میں بھی تھی۔ ارشاد ہے:۔

مَثَلُ الَّذِيْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰىةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوْهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ اَسْفَارًا ؕ بِئْسَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ

(سورۃ الجمعہ رکوع ۱ پارہ ۲۸)

ترجمہ:۔ ان لوگوں کی مثال جنہیں توراۃ اٹھوائی گئی تھی۔ پھر انہوں نے اسے نہ اٹھایا۔ گدھے کی سی مثال ہے جو کتابیں اٹھاتا ہے۔ ان لوگوں کو بہت بری مثال ہے جنہوں نے اللہ کی آیتوں کو جھٹلایا۔ اور اللہ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں کرتا۔

قرآن مجید پر رواج کو ترجیح

دینے والوں کے لئے اس آیت میں عبرت ہے۔ جس طرح یہودی توراۃ کو کتاب الٰہی مان کر اس پر عمل نہیں کرتے تھے۔ انھیں گدھے اور ظالم کا لقب دیا گیا ہے۔ اسی طرح جو مسلمان قرآن مجید پر ایمان لا کر پھر عملاً اس کی مخالفت کرتے ہیں۔ کیا انھیں گدھے اور ظالم نہیں کہا جائے گا۔

عذاب الٰہی سے بچنے کا نظام الاوقات (پروگرام)

۱

حقوق اللہ کا ادا کرنا

(عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ قال بینما نحن عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذات یوم اذ اطلع علینا رجل شدید بیاض الثیاب شدید سواد الشعر لایری علیہ اثر السفر ولا یعرفہ منا احد حتی جلس الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاسند رکبتیہ الی رکبتیہ ووضع کفیہ علی فخذیہ وقال یا محمد اخبرنی عن الاسلام قال الاسلام ان تشھد ان لا الٰہ الا اللہ وان محمدا رسول اللہ وتقیم الصلوٰۃ وتؤتی الزکوٰۃ وتصوم رمضان وتحج البیت ان استطعت الیہ سبیلا) الحدیث۔

ترجمہ:۔ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرمایا۔ اس وقت میں کہ ایک دن ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں تھے۔ ہم پر ایک شخص ظاہر ہوا۔ نہایت سفید کپڑوں والا نہایت سیاہ بالوں والا اس میں سفر کا اثر نظر نہیں آتا تھا۔ اور نہ ہم میں سے اسے کوئی پہچانتا تھا۔ یہاں تک کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب بیٹھ گیا۔ پھر اپنے دونوں گھٹنے آپ کے دونوں گھٹنوں سے ملا دئے۔ اور اپنی دونوں ہتھیلیاں اپنی دونوں رانوں پر رکھ دیں۔ اور کہا اے محمدؐ مجھے اسلام کے متعلق خبر دیجئے آپؐ نے فرمایا۔ اسلام یہ ہے کہ تو اس بات کی گواہی دے کہ سوائے اللہ کے اور کوئی معبود نہیں ہے اور بیشک محمدؐ اللہ کا رسول ہے۔ اور تو نماز قائم کرے اور تو زکوٰۃ دے۔ اور تو رمضان کے روزے رکھے۔ اور بیت (اللہ) کا حج کرے۔ اگر تمہیں وہاں پہنچنے کی توفیق ہو۔ اس نے کہا۔ آپ نے سچ فرمایا ✦ دراصل یہ شخص جبرئیل تھا۔

مسلمانوں کا فرض

ہر مسلمان کا فرض ہے کہ اگر سچا مسلمان بننا چاہتا ہے۔ تو کلمہ توحید کا دل سے اقرار کرے اور اسلام کے چار رکنوں کی پوری پابندی کرے۔

۲

حقوق العباد کا ادا کرنا

عن ابی ھریرۃؓ ان رسول اللہ صلی اللہ قال اتدرون ما المفلس قالو المفلس فینا من لا درھم لہ ولا متاع فقال ان المفلس من امتی من یاتی یوم القیمۃ بصلوٰۃ وصیام وزکوٰۃ ویاتی قد شتم ھذا وقذف ھذا واکل مال ھذا وسفک دم ھذا وضرب ھذا فیعطی ھذا من حسناتہ وھٰذا من حسناتہ فان فنیت حسناتہ قبل ان یقضی ما علیہ اخذ من خطایاھم فطرحت علیہ ثم طرح فی النار (رواہ مسلم ص ۳۲)

ترجمہ:۔ ابی ہریرہؓ سے روایت ہے بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کیا تم جانتے ہو کہ مفلس کون ہے انہوں نے عرض کیا۔ ہم میں مفلس وہ ہے جس کے پاس نہ کوئی درہم اور نہ کوئی سامان ہو۔ پھر آپ نے فرمایا۔ بے شک میری امت میں سے مفلس وہ ہے۔ جو قیامت کے دن نماز اور روزہ اور زکوٰۃ لائیگا اور ایسے حال میں آئے گا۔ اس کو تو گالیاں دی تھیں۔ اور اس پر تہمت لگائی تھی۔ اور اس کا مال کھایا تھا۔ اور اس کا خون بہایا تھا اور اس کو مارا تھا۔ پھر اس کو اس کی نیکیوں میں سے دیا

. . . .

جائے گا۔ پھر اگر اس کی نیکیاں ختم ہو جائیں گی۔ قبل اس کے کہ پورے کئے جائیں۔ وہ حق جو اس کے ذمہ تھے۔ تو ان لوگوں کے گناہ لئے جائیں گے۔ پھر وہ اس (ظالم) پر ڈال دئے جائیں گے پھر دوزخ میں ڈال دیا جائے گا۔

حاصل

اس حدیث شریف کا حاصل یہ ہے کہ انسانوں کے حقوق کا ادا کرنا بھی مسلمان کے ذمہ ایک لازمی چیز ہے جب تک وہ حقوق ادا نہ ہوں۔ اس وقت تک اس سے نہ خدا راضی ہوگا۔ اور نہ عذاب الٰہی سے بچ سکے گا۔ اللّٰھم وفقنا لما تحب وترضیٰ واجعل آخرتنا خیرا من الاولیٰ۔

مرتبہ چوھدری عبد الرحمٰن صاحب

آج مؤرخہ یکم شعبان ۱۳۷۵ھ مطابق ۱۵ مارچ ۱۹۵۶ء مخدومنا و مرشدنا حضرت مولٰینا احمد علی صاحب مدظلہ العالی نے ذکر کے بعد مندرجہ ذیل تقریر فرمائی :—

تزکیہ نفس کا درجہ کمال

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی ——— امّا بعد:-

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ھُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْھُمْ یَتْلُوْا عَلَیْھِمْ اٰیٰتِہٖ وَیُزَکِّیْھِمْ وَیُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ - الآیۃ (سورۃ الجمعہ رکوع ۱ پ ۲۸)

(ترجمہ: وہ اللہ تعالٰے وہ ہے جس نے ان پڑھوں میں انہیں میں سے رسول بھیجا جو ان کو اس کی آیتیں پڑھ کر سناتا ہے اور ان کو پاک کرتا ہے۔ اور ان کو کتاب اور دانشمندی کی تعلیم دیتا ہے)

عرض یہ ہے کہ اس آیت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چار فرض ذکر کئے گئے ہیں۔ (۱) تلاوت آیات حضور جبریل علیہ السلام سے آیات قرآنی لے کر مخلوق خدا کو پہنچا دیتے تھے۔ (۲) تزکیہ نفس۔ حضور اپنی صحبت میں بٹھا کر روحانی بیماریوں سے پاک فرما دیتے تھے (۳) تعلیم کتاب۔ یعنی قرآن مجید کا مفہوم اور مطلب سمجھاتے تھے۔ (۴) تعلیم حکمت۔ حضورؐ نے صحابہ کرام کو عقل و دانش کے وہ گر سکھلائے کہ ساری دنیا کے عقلاء ان کے مقابلے میں مات کھا گئے۔ تلاوت آیات اور تعلیم کتاب دو علیحدہ چیزیں ہیں۔ تلاوت کا فرض حفاظ مکاتب یا ناظرہ پڑھانے والے اساتذہ ادا کرتے ہیں۔ جو بچوں کو قرآن مجید ناظرہ پڑھا دیتے ہیں اور تعلیم کتاب کا فرض علماء کرام بجا لاتے ہیں جو قرآن مجید کے معانی اور مطالب سمجھا کر جاہل کو عالم بنا دیتے ہیں

آج میں تزکیہ نفس کے متعلق کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں

تزکیہ نفس کے معنی ہیں باطن کو پاک کرنا۔ حضورؐ نے اللہ تعالٰی سے لے کر ہمیں ایسی تعلیم دی۔ جس سے امت کا ظاہر اور باطن دونوں پاک ہو جاتے ہیں۔ دنیا میں کوئی قوم ایسی نہیں۔ جس کے ہاں جسم اور کپڑے کو پاک رکھنے کا اتنا اہتمام ہو جتنا ہمارے ہاں ہے۔ انگریز جسم اور کپڑوں کو صاف رکھتے ہیں۔ لیکن ان کی یہ دونوں چیزیں پاک نہیں ہوتیں یہی حال اس کے تربیت یافتہ مسلمانوں کا ہے۔ ان کے ساتھ سیکنڈ کلاس میں سفر کرنے کا جب کبھی اتفاق ہوتا ہے تو میں دیکھتا ہوں کہ ان جنٹلمینوں کے پاس سوٹ کیس بستر وغیرہ سب کچھ ہوتا ہے۔ نہیں ہوتا تو لوٹا نہیں ہوتا۔ میں حیران ہوتا ہوں کہ یہ بیت الخلاء میں جا کر طہارت کس طرح کرتے ہیں۔ بڑے سے بڑے جنٹلمین کو بھی وہ تمیز نہیں ہوگی جو حضورؐ کی امت کے غریب سے غریب نماز کے پابند مسلمان کو ہوتی ہے۔ اس کے کپڑے پھٹے پرانے ہوں گے مگر پاک ہوں گے۔ اس ظاہر کی پاکیزگی کو طہارت کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

تزکیہ نفس کا درجہ تکمیل یہ ہے کہ دل سے ماسوا اللہ نکل جائے اور انسان اپنے آپ کو بھول جائے۔ اس کا اپنا کوئی ارادہ نہ رہے۔ (اسی) کی طرف اس آیت میں اشارہ ہے

قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ لَا شَرِیْکَ لَہٗ ج وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ

(سورۃ الانعام رکوع ۲۰ پ ۸)

ترجمہ:- کہدیجئے بیشک مری نماز اور مری قربانی اور مری زندگی اور میری موت اللہ ہی کے لئے ہے جو پالنے والا ہے سب جہانوں کا۔ نہیں کوئی شریک اس کا۔ اور اس بات کا مجھے حکم دیا گیا ہے۔ اور میں سب سے پہلا فرمانبردار ہوں۔

یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے اعلان کروایا گیا۔ ادھر ہمارے لئے حکم ہے:-

لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ (الآیۃ)

(سورۃ الاحزاب رکوع ۳ پارہ ۲۱)

ترجمہ:- بے شک ہے تمہارے لئے رسول اللہ میں نمونہ اچھا۔

پہلی آیت میں حضور کا اعلان ہے کہ میری نماز اور عبادت کے سب کام۔ حتّٰی کہ میری موت بھی اللہ کی رضا میں ہی ہے۔ اللہ تعالٰے ہم کو بھی حضور کا نمونہ اختیار کرنے کی توفیق عطا فرمائے تاکہ ہماری بھی زندگی اور موت اللہ کے لئے ہو جائے نہ کہ اولاد کے لئے۔ بیوی اور والدین کے لئے۔ آمین یا الٰہ العٰلمین!

اپنی ہستی اور ماسوا اللہ سب کی نفی ہو جائے۔ اسے تزکیہ نفس کا درجہ تکمیل۔ اس کو کسی نے یوں بیان فرمایا ہے ؎

دلا تو رسم تعلق ز مرغ آبی جو!
اگرچہ غرق بدریاست خشک پر برخاست

اے دل تو اللہ تعالٰے سے تعلق رکھنے کا طریقہ مرغابی سے سیکھ۔ جو کہ بظاہر دریا میں غرق ہوتا ہے۔ لیکن جب اڑنا چاہتا ہے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس کے پر بالکل خشک ہیں۔

یہ نظارہ حاجی صاحبان نے سمندر کے سفر میں دیکھا ہوگا۔ پرندے سمندر میں بیٹھے رہتے ہیں۔ جب موج آتی ہے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ غرق ہو گئے۔ بعض اوقات کئی کئی موجیں ان کے اوپر سے گذر جاتی ہیں۔ لیکن وہ اسی طرح بیٹھے رہتے ہیں۔ جب اڑنا چاہتے ہیں تو ان موجوں کا ان کے پروں پر کوئی اثر نہیں ہوتا۔ مسلمان کو بھی اس طرح دنیا میں زندگی بسر کرنے کا حکم ہے۔ وہ سب میں رہے۔ ہر ایک کے ساتھ اخلاق سے پیش آئے۔ کسی سے لڑائی جھگڑا نہ کرے۔ لیکن دل فقط اللہ تعالٰے کے ساتھ وابستہ ہو۔ مسلمان سب سے پہلے اللہ تعالٰے کا ہے۔ پھر جس کے ساتھ وہ حسن سلوک کی اجازت دے۔ اس سے حسن سلوک کرے۔ بیوی کے ساتھ اس لئے حسن سلوک کرے کہ اللہ کا حکم ہے۔

وَعَاشِرُوْھُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ (سورہ النساء رکوع ۳ پ ۴)

(ترجمہ:- ان کے ساتھ دستور کے مطابق زندگی بسر کرو) حضور کا فرمان ہے خیرکم خیرکم لاھلہٖ (ترجمہ: (تم میں بھلا آدمی وہ ہے جو اپنے اہل و عیال سے بھلائی کرتا ہے)

اصل میں رضائے مولا مطلوب ہے۔ ہم عزیز و اقارب کے ساتھ صلہ رحمی اس لئے کرتے ہیں کہ اللہ کا حکم ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ پل صراط پر ایسے کنڈے ہوں گے جو ان لوگوں کو کھینچ کر جہنم میں ڈال دیں گے جنہوں نے رشتہ داروں سے اچھا سلوک نہ کیا ہوگا۔ رشتہ داروں کی خدمت بھی اللہ کے لئے ہونی چاہئے۔ یہ باتیں سیکھنے سے آتی ہیں۔ اکثر دنیادار بیاہ شادی کے موقعہ پر ریا سے کام لے کر مال بھی گنواتے ہیں اور خدا کو بھی ناراض کرتے ہیں۔ اس قسم کی تقریب پر برادری کو اس لئے کھلانا چاہئے کہ اللہ کی بارگاہ میں اگر یہ شکایت کریں تو ہم کہہ سکیں کہ اے اللہ تو میری نیت کو جانتا ہے کہ میں نے ان کی حسب توفیق خدمت کی تھی۔ اس لئے نہ کھلایا جائے کہ وہ بھی ہمیں کھلائیں گے۔ وَلَا تَمْنُنْ تَسْتَکْثِرُ (سورہ المدثر رکوع ۱ پ ۲۹) (ترجمہ۔ اور نہ احسان کر کہ زیادہ ملے) یہ تو برادری کے متعلق تھا۔

اب غیروں کے متعلق سنئے حضور کا ارشاد ہے

تَھَادَوْا تَحَابُّوْا (ترجمہ:- ایک دوسرے کو ہدیے دیا کرو تاکہ آپس میں محبت بڑھے)

البتہ احباب کو کھلانے میں ایک بات ملحوظ رکھنی مناسب ہے، جس طرح حضور نے فرمایا ہے۔

لَا یَاکُلْ طَعَامَکَ اِلَّا تَقِیٌّ

ترجمہ:- (اے مسلمان) تیرا کھانا پرہیزگار کے سوائے کوئی نہ کھائے)

اللہ کے نیک بندوں کی دعائیں لینے کے لئے آموں کے موسم میں ان کی آموں کی دعوت کر دیجئے تاکہ یہ دعائی کے گواہ ہو جائیں۔ حضورؐ کا ارشاد ہے

اَنْتُمْ شُھَدَاءُ اللّٰہِ فِی الْاَرْضِ

ترجمہ:- تم زمین میں اللہ تعالےٰ کے گواہ ہو) یعنی جس کو تم اچھا کہو گے وہ اچھا اور جس کو تم بُرا کہو گے وہ بُرا۔ اپنوں کو اس نیت اور غیروں کو اس نیت سے کھلایئے ہر کام میں مطلوب و مقصود فقط اللہ تعالےٰ کی رضا ہونی چاہیئے۔

ہم میں سے ہر ایک شخص چاہتا ہے کہ اللہ تعالےٰ اس کو جو اولاد دے یا جو بہو اس کے گھر میں آئے وہ اندر اور باہر کی بیماریوں سے پاک ہو۔ یعنی اولاد اور بہو نہ گنجی اور نہ بھینگی ہو اور نہ دق کی مریض ہو۔ اسی طرح اللہ تعالےٰ کو بھی بندے ایسے چاہئیں جو ظاہر اور باطن کی بیماریوں سے پاک ہوں۔ ان کے لئے اس نے جنت بنائی ہے۔ اس کو مشرک۔ کافر، منافق اعتقادی کے منافق نہیں چاہئیں۔ ظاہر اور باطن تزکیہ سے پاک ہوتا ہے ع

بلے میوہ ز میوہ رنگ گیرد

یہ قاعدہ کلیہ ہے کہ انسان جس فن میں کمال حاصل کرنا چاہے اس فن کے کامل کی صحبت میں مدت مدید تک اپنے آپ کو بٹھائے گا تو کامل ہو جائے گا۔ مثلاً درزی بننے کے لئے درزی کی صحبت میں مدت مدید تک بیٹھنا ضروری ہے۔ اُستاد کی ہر نقل و حرکت کو دیکھے گا۔ اُستاد کچھ زبان سے اور کچھ عمل سے سمجھائے گا۔ آہستہ آہستہ یہ بھی کامل ہو جائے گا۔ اسی طرح اگر تزکیہ نفس چاہئے تو اس فن کے کاملین کی تلاش کرنی پڑے گی۔ کامل نایاب نہیں۔ کمیاب ضرور ہیں۔ وہ اللہ نے بیج کے طور پر رکھے ہوئے ہیں۔ وہ عام نہیں ملتے اور نہ ان کی بہتات ہے اگر کامل مل جائے تو اس کے ساتھ عقیدت، ادب اور اطاعت ہوگی تو فیض حاصل ہوگا ورنہ ؎

تہیدستان قسمت را چہ سود از رہبر کامل
کہ خضر از آب حیواں تشنہ می آرد سکندر را

ان گنہگار آنکھوں نے اہل اللہ کی صحبت میں ایسے ۲۴ گھنٹے بے دام کے غلام دیکھے ہیں۔ جو عقیدت ادب اور اطاعت کے نہ ہونے کے باعث محروم رہے۔

شیخ کامل کے دل میں ملال آیا تو طالب کا ستیاناس ہو جاتا ہے۔ کامل کی ذاتی غرض کوئی نہیں ہوتی۔ وہ جو فرماتے ہیں اللہ کی رضا کے لئے فرماتے ہیں۔

میرے دادا پیر رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں ایک بزرگ آیا کرتے تھے۔ ان کو جب ان کے بیٹے کے مرنے کی اطلاع دی گئی تو فرمایا مجھے کیا کہتے ہو کتے کو گڑھے میں ڈال آؤ۔ یعنی قبر کھود کر میت کو دفن کر آؤ۔ یہ ہے فنا فی اللہ کا درجہ تکمیل۔

ایک دوسرے بزرگ کا واقعہ ہے کہ باہر ان کے بیٹے کی شادی کی خوشیاں منائی جا رہی تھیں اور وہ خلاف معمول بار بار اندر تشریف لے جاتے تھے کسی بے تکلف خادم کے دریافت کرنے پر فرمایا کہ جس بیٹے کی شادی کی خوشیاں ہو رہی ہیں۔ مجھے اس کی موت کی اطلاع مل چکی ہے اندر اس کا کفن سینے کے لئے بار بار جاتا ہوں۔ یہ ہے اللہ کی رضا میں فنا ہونے کی مثال تام)۔

یہ چیزیں تعلیم و تربیت سے حاصل ہوتی ہیں۔ تعلیم و تربیت کے بغیر اکثریت کو بیوی اور اولاد مقصود بالذات ہوتی ہے۔ اللہ تعالےٰ مجھے اور آپ کو روحانی امراض سے شفایاب فرمائے تاکہ جب ہم دنیا سے جائیں پاک کر جائیں۔ آمین!

بقیہ وحدات ثمانیہ

(صہ۷ سے آگے)

مستقل قرار دے کر انتہائی فراخدلی و وسعت کا ثبوت پیش فرمایا ہے۔ اسلام غیر مسلموں کو پوری آزادی دیتا ہے کہ وہ اپنے ازدواجی اور مخصوص دینی امور میں اپنے رؤساء ملت سے فیصلے کرا سکتے ہیں۔ اس مساوات میں اسلام منفرد ہے۔ اس لئے کہ کوئی حکومت اس کے لئے تیار نہیں ہو سکتی کہ کوئی قوم و طبقہ اس کی آئینی و تشریعی پالیسی میں شریک ہو اور جب کوئی غیر مسلم مسلمان حکام سے فیصلہ کروانا چاہے تو پھر مسلمان مجبور ہے کہ صرف اللہ کے اتارے ہوئے دستور و قانون کے مطابق فیصلہ کرے۔

فان جاءوك فاحكم بينهم وان تعرض عنهم فلن يضروك شيئًا وان حكمت فاحكم بينهم بالقسط ان الله يحب المقسطين۔

اور چند آیات کے بعد ارشاد ہوتا ہے:-

وان احكم بينهم بما انزل الله ولا تتبع اهواءهم عما جاءك من الحق ○

(پس اگر آئیں وہ (اہل کتاب) آپ کے پاس پس فیصلہ فرمایئے ان کے درمیان یا رُخ پھیر لیجئے ان سے اور اگر آپ رُخ پھیر لیں ان سے پس نہیں ضرر دے سکتے آپ کو کچھ بھی۔ اور اگر فیصلہ کریں تو فیصلہ کیجئے ان کے درمیان عدل سے بے شک اللہ تعالےٰ پسند کرنے والا ہے عدل کرنے والوں کو۔

آٹھویں بنیاد وحدت زبان ہے۔ اس لئے کہ تمام مسلمانوں کے درمیان اتحاد و اخوت پیدا کرنے کے لئے اور مختلف ملکوں اور قوموں کو امت واحدہ بنانے کے لئے وحدت زبان کی انتہائی اور شدید ضرورت ہے۔ اور اس ضرورت کو سیاسی لیڈروں اور رفاہی کام میں حصہ لینے والوں نے بشدت محسوس کیا تھا۔ اور کوشاں تھے کہ کوئی ایسی زبان ہو کہ جو باہمی استواری تعلقات، تعارف اور میل ملاپ میں تعلیمی اور ادبی ضروریات میں علوم و فنون اور دنیوی معاملات میں مفید ثابت ہو سکے۔ تو اسے مشترک بین الاقوامی زبان قرار دیا جائے۔ اس آرزو کو اسلام نے علی وجہ الاتم پورا فرمایا کہ شریعت اسلامیہ کے سامنے سر تسلیم خم کرنے والوں کے لئے دین و آئین تشریع و احکام کی ایک زبان مقرر فرمائی۔ اور اس زبان میں کتاب اللہ اتری اور اسی زبان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کتاب کی تشریح فرمائی۔ اب انہی دو چیزوں سے یعنی کتاب سنت پر مسلمان کی عبادت و اخوت و سیادت و سعادت اور دنیا و آخرت کی کامیابی منحصر ہے۔ انہی اسباب کی بنا پر قرآن پاک نے مکرر اظہار فرمایا۔

(کتابًا عربیًا۔ حکمًا عربیًا)

اور جا بجا اس پر زور دیا کہ قرآن پاک میں غور و فکر کرو۔ اس میں تدبر اور تعقل سے کام لو۔ رہا معاملہ غیر مسلموں کا تو وہ جس حکومت کی اطاعت و فرمانبرداری و وفاداری کا عہد کر چکے ہیں۔ اس کی زبان کو اپنی دنیاوی مصالح و مفاد کی بنا پر سیکھیں گے۔ زمانہ اس پر شاہد ہے کہ مفتوح قوم نے فاتحین کی زبان کو سیکھا ہے۔

عربی کا سیکھنا کیوں ضروری ہے؟ اس میں ملت اسلامیہ کا اتفاق رہا ہے کہ عربی زبان کا سیکھنا واجب ہے۔ عہد رسالت و عہد خلافت راشدہ کے علاوہ عہد اموی اور عباسی میں بھی عربی زبان کا سیکھنا ضروری رہا۔ یہاں تک کہ عجمیوں کی کثرت ہو گئی۔ جہالت علم پر غالب آگئی اور زبان دین کی تعلیم صرف مسائل اور ضروری اذکار تک محدود ہو گئی۔

حیاتِ اسلام

از ــــــ علامہ حکیم، حافظ محمد یوسف شید چغتائی ایڈیٹر و مالک شفاء الشفاء کھروڑ پکا ملتان۔

اسلام کی ترقی کا راز صرف قومی خودداری اخوت و مساوات میں ہے۔ خودداری کے لیے قومیت کی حفاظت و نگہداشت اور قومی افراد میں اخوت و مساوات کے گہرے اصول اسلامی زندگی میں قائم کئے گئے ہیں۔ قومی نمائش کے اصول اسلام میں تمام اقوام عالم سے جدا ہیں۔ اسے دیگر اقوام میں خلط ملط نہیں ہونے دیا ہے تاکہ قومیت نمایاں و ممتاز رہے اور انہی اصول کی پابندی حیات اسلام ہے

طفلِ اسلام

اسلامی بچہ جس وقت پیدا ہوتا ہے اس وقت سے اصول خودداری برتے جاتے ہیں اسلامی نشانیاں ڈال کر قومیت قائم کی جاتی ہے ولادت ہوتے ہی کان میں اذان دے کر لوگوں کو فرد اسلامی کی افزونی کی اطلاع دی جاتی ہے پھر ساتویں روز سر مونڈھنے اور ختنہ کی دو نشانیاں بچہ کے لگائی جاتی ہیں۔ قربانی کر کے لوگوں کو گوشت کھلاتے ہیں جس میں علاوہ ایثار و احسان کے قومیت کا اعلان مقصود ہے ذبح حیوانی کے وقت یہ دعا پڑھی جاتی ہے یا قوم انی بری مما تشرکون انی وجہت وجہی للذی فطرت السمٰوٰت والارض حنیفاً مسلماً وما انا من المشرکین ان صلوٰتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العالمین لاشریک لہ وبذالک امرت وانا اول المسلمین۔

حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی سنت انہی کے قول سے شروع ہوتی ہے اور ملت خلیل کی پالیسی اسی دین حنیف پر باقی رہنے کی شہادت مسلمان ہونے کا اظہار شرک سے بیزاری موت حیات اور ہر کاروبار زندگی میں خدا کی اطاعت میں ہونا۔ وحدہٗ لاشریک کی بزرگی اور نبی کی آل کی شرافت کا اظہار کر کے خدا سے قبولیت کی دعا مانگنا اور یہ دکھانا کہ یہ مولود اسی فطرت اسلامی پہ پیدا ہوا ہے اور قوم کا ایک مذہبی نمائندہ ہے

اسلامی نام

ہر بچہ کے نام رکھنے میں یہ بھی خصوصیت ملحوظ ہے ایسا نام رکھو جس میں معبود برحق کی عبدیت ظاہر ہو یا دوستان خدا انبیاء و اولیاء کا نام رکھو دوسرے ناموں کی مخالفت ہے تاکہ قومیت میں فرق نہ آئے جل لڑکے کا نام محمدؐ یا اصحاب کرام کے ناموں پہ رکھا جائے اُن کا نام کہہ کر پکارا نہ جائے اس میں دین کی

عظمت کا نمایاں پہلو ہے مذہبی وقار کا قائم ہونا وقار کی بنیاد بچہ کی عظمت اور نام رکھتے ہی بچہ کی عظمت کی عادت ڈالنا ہے۔ اسلامی بچہ قوم کا ایک فرد سمجھا جاتا ہے۔ بچوں کو کھیلتا دیکھ کر رسول پاک خاک پر بیٹھ جاتے تھے اور بچہ کو گود میں اٹھا کر پیار کرتے تھے دوسروں کو حکم تھا دو بچے جس کی گود میں ہوں ایک کو پیار کرے اور دوسرے کو نہ کرے تو اُس نے مساوات نہیں کی جفا کی اسی قدر مساوات کا لحاظ ہے کہ دوسرے بچہ کو پیار نہ کرنا آپ کی عدالت پسند طبیعت کو ناگوار تھا۔

پھر فرماتے ہیں بچہ کو پیار کرنے میں خدا ایک حسنہ دیتا ہے۔ جو بچہ کو خوش کرے اُس کو خدا قیامت میں خوش کرتا ہے اور جو بچہ کو قرآن کریم کی تعلیم دے اُس کے ماں باپ کو خدا دو حُلّے نور قیامت میں پہنائے گا جن کے نور سے اہل جنت کے منہ روشنی نظر آئیں گے۔ اسلامی بچوں کی تعلیم و توقیر اور اُن سے محبت اور پیار قوم کی عزت و خودداری ہے بچوں کے وجود کی حفاظت اور ان کی نگہداشت یہاں تک کی گئی کہ رسول پاک کا ارشاد ہے بچوں کو احمق عورتوں کا دودھ نہ پلاؤ تا کہ حماقت دودھ کے ذریعہ بچہ میں سرایت نہ کرے اور اس کی کج فہمی و بے عقلی مولود کی طینت پر اثر نہ کرے صاف بتایا ہے کہ بچے دایہ کا رنگ اُٹھاتے ہیں۔ ہر وقت جس گود میں رہنا کمزور و خراب دودھ پینا موجب ضعف جسمانی اور باعث کمزوری اخلاق ہے بے شک بچہ ماں اور دایہ کی حرکات و افعال اقوال کو سیکھتا ہے اور ابتدائی تربیت انہی کی گودوں میں ہوتی ہے۔ اگر ماں یا دایہ جس قسم کی ہوگی بچہ میں ذہنی چیزیں پائی جائیں گی اسلام میں بچوں کی اخلاق و اطوار کی درستی کا لحاظ پیدا ہوتے ہی کیا گیا ہے۔ اُن کی ابتدائی تعلیم اور دودھ پلانے والی کی گود سے شروع ہوتی ہے اُن کی زندگی کو بڑی اہمیت دی گئی ہے آج یہ

بچے ہیں کل یہی قوموں کے باپ ہوں گے۔

تعلیم

جیسے بچہ کی زبان کھلنی شروع ہو پہلے کلمہ شہادت تعلیم کرنا پھر سجدہ کی عادت ڈالنا رکوع و سجود بتانا وضو و نماز سکھانا شروع ہو جاتا ہے۔ وہ بچہ زبان کھلتے ہی دست و پا سے اسلامی قومیت کا اظہار کرتا ہے مسلمان ماں باپ بچہ کی بھولی بھالی دل لبھا دینے والی اسلامی باتوں کو دیکھ کر خوشدل ہوتے ہیں اور بغیر کسی کے بتائے اپنی قومیت کو بچہ خود آشکارا کرتا ہے۔ چھٹے سال سے قرآن مجید و احکام اسلامی کی تعلیم شروع کر دینے کا ضروری حکم ہے تاکہ اسلامی قواعد کی پابندی صغر سنی سے پڑ جائے گا اور بڑھنے پر بچہ بے پروائی نہ کرے

محض تعلیم دینی پر ہی اکتفا نہیں فرمایا ہے مسلمانوں کو کسب معیشت کی عادت اور کمائی کی تعلیم بھی اُسی وقت سے شروع کر دینے کا حکم ہے مانگنے اور سوال کرنے کو شریعت میں حرام کیا ہے اور اس کو اسلامی خودداری اور عزت وقار کے بالکل خلاف سمجھا ہے اسلام میں کس قدر رحم و مروت و انصاف کی تعلیم کا حکم ہے جن پیشوں میں سخت دلی یا نا انصافی اور دھوکہ فریب اُن کو صرف بُرا نہیں سمجھا ہے حرام نہیں کیا ہے بلکہ حدیث میں ان پیشوں کی اس صورت میں ممانعت ہے کہ وہ سخت دل اور نا انصافی اور دھوکہ دہی کا مرتکب ہوں۔ جیسے شراب کی تجارت لہو و لعب بیکاری پیدا کرنے والے پیشے بت تراشی وغیرہ یہ تو شرع میں سخت مذمت کی چیزیں ہیں باقی ہر پیشہ کی تعلیم کی اجازت و حکم ہے تاکہ خودداری اور مذہبی وقار کے خلاف نہ ہو

دنیاوی ترقی اور کسب و کمائی اور مال جاہ و حشمت کی شرح میں کمال مدح و توصیف ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ دنیا کو بُرا بھلا نہ کہو مومن کے لئے وہ ایک اچھی چیز ہے۔ دنیا سے مومن کو خیر ملتا ہے اور شر سے نجات ہوتی ہے جب بندہ دنیا پر نفرین کرتا ہے تو دنیا بھی اُس شخص پہ نفرین کرتی ہے جس نے خدا کی نافرمانی میں اُس کو حاصل کرنا چاہا ایک دوسری حدیث میں ہے کہ بہت اچھا ہے وہ مال جو نیک کمائی کا ہو اور نیک اولاد اور نیک بندے کے واسطے بہتر ہے۔ نیک کمائی سے ثواب صدقوں کا اور محتاجوں کی اعانت اور مظلوموں کی قضائے حاجت ہوتی ہے۔

ایک اور حدیث میں آقائے دو جہاں نے فرمایا ہے کہ دنیا کو اس طرح سے آراستہ کر گویا تو ہمیشہ اس میں رہنے کیلئے آیا ہے اور آخرت کا اس طرح خیال رکھ گویا کل سویرے تیرا کوچ ہے غرضیکہ کسب دنیا آمدنیشہ وری محض خودداری قومی منفعت اسلامی عزت قومی مساوات کی غرض سے نہایت ممدوح و مستحسن ہے اور قومی خودداری اور عزت اسی میں ہے کہ پیشہ وری سیکھے ۲

مسئلہ مساوات کی تحقیق و تفصیل

آخری قسط

از جناب مولانا محمد علی صاحب خطیب سنہری مسجد لاہور

بعض ممالک امریکہ وغیرہ میں جو ایک خاص مقام کے اندر اس کی رعایت کی گئی ہے کہ وہاں مساوی طبقہ کے افراد آباد ہیں۔ یہ صورت قائم رہ سکتی ہے یا نہیں۔ سو ہم اس کو بھی طے کر دینا چاہتے ہیں۔ کسی ایک معاملہ میں مساوی حقوق حالات و معاملات ممکن ہے۔ ہو سکتا ہے کہ چند افراد میں ایسا اشتراک قرار پائے کہ کسی کو کسی پر فوقیت یا امتیاز باقی نہ رہے۔ ایسی مساوات عقلاً بھی ممکن ہے اور وقوع ہو سکتا ہے۔ انسانی طبائع میں جہاں ہر قسم کی ترقی ذہنی و عقلی کا مادہ موجود ہے۔ وہاں فراغت و ثروت کی وجہ سے تفنن کا شوق بھی ہوتا ہے۔ کبھی تو ضرورت اس کی داعی ہوتی ہے کہ دو یا زیادہ افراد کسی معاملہ میں مساوی شریک ہوں۔ اور کبھی تفریحی مشاغل اس کے محرک بن جاتے ہیں۔ اس کی ایسی مثال ہے جیسے ابھی چند سال کا عرصہ ہوا ہے۔ دو نہایت قوی انجنوں کو لڑانے کا تماشا دیکھا گیا تھا۔ ظاہر ہے کہ لاکھوں روپیہ کا خون محض ایک تفریحی مشغلہ میں کیا گیا۔ امریکہ کے جس مقام پر ایسی مساوات جاری کی گئی ہے۔ ہم کو اس کی پوری تفصیل معلوم نہیں کہ کن امور میں اس کا التزام کیا گیا ہے۔ اس لئے خاص اس کی نسبت ہم کچھ نہیں کہہ سکتے۔ اگر معلوم ہو جاتے تو اپنا خیال عرض کر سکتے ہیں کہ وہ کہاں تک اصول فطرت۔ تمدن اور معاشرت کے مطابق ہے۔ اور آیا ایسی مساوات قیام پذیر ہو سکتی ہے۔ یا نہیں۔ مگر شریعت نے بھی ایک خاص شعبہ میں اس مساوات کی صورت ہم کو بتلائی ہے۔ شریعت کے احکام ضرورت پر مبنی ہوتے ہیں۔ تفریح و لہو و لعب کو اس کے اندر دخل نہیں ہوتا۔ تاہم حد جواز کے اندر تفریح طبع کی بھی اجازت ہوتی ہے اور کبھی تفریح خود ضرورت کی حد میں آ جاتی ہے۔ اس لئے تفنن پسند طبائع بھی اس صورت سے فائدہ اٹھا سکتی ہیں۔ تمدن و معاشرت کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ چند کس میں شرکت ہو۔ شرکت کی دو قسمیں ہیں۔ شرکت املاک۔ شرکت عقود۔ شرکت املاک یہ ہے کہ کسی مملوکہ جائداد میں شرکت ہو۔ خواہ وہ وراثتاً ملی ہو یا کسی دوسرے ذریعہ سے ملک میں آئی ہو۔

شرکت عقود اس کو کہتے ہیں کہ کسی معاملہ میں خواہ عقد بیع ہو یا اجارہ صنعت ہو یا زراعت شرکت کریں۔

شرکت عقود کی چار قسمیں قرار دی گئی ہیں۔ اول شرکت عنان۔ دوم شرکت صنائع۔ سوم شرکت وجوہ۔ چہارم شرکت مفاوضہ ہماری غرض اس وقت شرکت مفاوضہ سے متعلق ہے۔ اس لئے اسی کو بیان کرتے ہیں۔ مفاوضہ فوض سے مشتق ہے۔ اور اس کے معنی مساوات کے ہیں۔ ایک شاعر کہتا ہے ؎

لا یصلح الناس فوضی لا سراۃ لھم
ولا سراۃ اذا جہالھم سادوا

ترجمہ:۔ مخلوق جبکہ مساوی درجہ خود سر ہوں کوئی ان کا افسر و سردار نہ ہو۔ کبھی ان کی حالت درست نہیں رہ سکتی۔ اور اگر کسی جاہل کو سردار بنا دیں تو وہ حقیقتاً نہ ہونے کے حکم میں ہے۔

اس کی صورت یہ ہے کہ دو شخص باہم اس طرح شریک ہو جائیں کہ جو کچھ مال ہم میں سے کسی کے پاس ہو۔ اس میں مساوی طرح شریک رہیں جو کوئی تصرف یا معاملہ ہم میں سے کوئی کرے تو اس میں برابر کے حصہ دار رہیں گے۔ جو دین قرض کسی کے ذمہ عائد ہو اس کے ذمہ دار دونوں مساوی درجے کے ہوں گے۔ یہ شرکت چونکہ بہت سے معاملات کو اپنے اندر لئے ہوئے ہے۔ جن میں سے بہت سے ابھی مجہول ہیں۔ اس وجہ سے امام شافعی صاحبؒ اور دوسرے ائمہ مجتہدین نے اس کو جائز نہیں رکھا۔ مگر ابو حنیفہؒ نے۔

توصیف حضرت امام صاحب رح

جن کی نظر دقیق اصول شریعت کو زیادہ محیط و وسیع ہے۔ ضروریات و مقتضیات حوادث و واقعات کا بھی علم زیادہ ہے یہی وجہ ہے کہ قبل نزول حوادث آپ نے محض احتمال وقوع پر سوالات قائم کر کے ان کے احکام مدون کر دیئے۔ اور یہ وہی منقبت ہے جس کو ائمہ مجتہدین نے تسلیم کر لیا ہے۔ چنانچہ امام احمدؒ فرماتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ رحمہ کے لئے تین چوتھائی علم کو سب تسلیم کر چکے ہیں ایک ربع میں ان کا اور دوسرے ائمہ کا اختلاف ہے جس میں کسی جانب فیصلہ یقینی نہیں ہے علم کے دو حصے ہیں۔ سوال و جواب نصف علم تو یوں ان کے لئے تسلیم ہو چکا کہ سوالات انہوں نے قائم فرمائے۔ رہ دوسرا نصف یعنی جوابات اس میں سے ایک نصف ساری دنیا مانتی ہے کہ صحیح ہیں ایک نصف میں اختلاف ہا!

اس شرکت کو شرعاً جائز بتلایا۔ اور قواعد شرع پر منطبق کر کے بتلا دیا وہ فرماتے ہیں کہ جو معاملات اس میں اس وقت مجہول الحال ہیں ان سے یہ شرکت فاسد نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ اس قسم کی مجہولیت کا طبعاً تحمل کر لیا جاتا ہے۔ جیسا کہ مضاربت وغیرہ ہیں۔ اس شرکت کے اندر چونکہ مال اور تصرف اور دین میں مساوات ہونا شرط ہے۔ اس لئے یہ بھی ضروری ہے کہ ہر دو شریک تصرفات میں ایک درجے کے ہوں۔ یعنی یہ نہیں ہو سکتا کہ ایک تصرفات کر سکتا ہے دوسرا نہیں کر سکتا۔ یا ایک کے تصرفات کا دائرہ وسیع ہے دوسرے کا ناقص۔ اسی وجہ سے آزاد، غلام نابالغ و بالغ میں اس قسم کی شرکت نہیں ہو سکتی۔ اور اسی طرح اس کے بہت سے شرائط و قوانین ہیں۔ مگر ہم ان کی بسط و تفصیل سے اس وقت معذور ہیں۔ صرف اس قدر بتلا دینا منظور تھا کہ شریعت نے بھی بعض ایسی مساوات کی صورتیں قائم کر دی ہیں۔

نتیجہ اس شرکت کا ظاہر ہے کہ جب کوئی ہر دو شرکاء میں سے کوئی معاملہ کرے گا۔ دوسرا اس میں شریک سمجھا جائے گا۔ جو مال ایک کے پاس ہے دوسرا اس میں آدھے کا شریک ہوگا۔ جو نقصان تجارت یا کسی معاملہ میں ایک کو پہنچے گا۔ دوسرا بھی اس میں شریک ہوگا۔ علیٰ ہذا جس کسی کے ذمے جتنا قرض یا تاوان ہوا۔ اس میں بھی دوسرا حصہ دار ہے ایسی مساوات گو عقلاً ممکن ہے۔ شرعاً جائز ہے مگر باعتبار وقوع کے سخت دشوار ہے۔ ہم نہیں کہہ سکتے کہ کتنے لوگ ہیں جنہوں نے اس پر عمل کیا ہے اور کیا ہے تو کہاں تک اس کو نباہ سکے ہیں۔ ہم کو آج تک علم نہیں کہ کبھی ایسی شرکت ہوئی ہو۔ کتابوں میں لکھا ہوا دیکھا ہے۔ اس کے قواعد و شرائط پڑھے ہیں مگر نہ خود عمل کیا نہ کسی کو کرتے دیکھا۔ جب ایک عقد شرکت میں یہ حال ہے تو اس پر اس مساوات کو خیال کریں۔ جو بہت معاملات میں مساوات کو اپنے اندر لئے ہوئے ہو۔ مساوات کے بارے میں ہم نے جو کچھ عرض کیا اہل فہم کے لئے اس کی حقیقت اس کے حدود اور اس کے احکام سمجھنے کے لئے کافی ہے۔ مجھے حق تعالیٰ سے امید کامل ہے کہ جو حضرات بلا سوچے سمجھے مساوات مساوات پکارتے ہیں۔ وہ کس مساوات کو چاہتے ہیں۔ احقر کے اس مضمون سے انشاء اللہ ان کی تشنگی سیراب ہو جائے گی۔ نیز اہل علم حضرات سے استدعا ہے کہ مجھ حقیر کو دعائے خیر میں یاد فرمایا کریں کہ ان کے دعاؤں کی برکت سے میری عاقبت اچھی ہو جائے۔ اور فلاح دارین نصیب ہو۔ (واللہ الموفق للصواب)

اغلاط نامہ

شمارہ نمبر ۲۳ مورخہ ۲ مارچ ۱۹۵۶ء۔ بچوں کا صفحہ کالم نمبر ۲ سطر نمبر ۱۹ میں "شرور" کی بجائے "مغرور" ہونا چاہیے۔

شمارہ نمبر ۲۴ مورخہ ۹ مارچ ۱۹۵۶ء

ص۳ پر سطر نمبر ۱ نمبر ۱۲ نمبر ۱۶ نمبر ۲۷ و نمبر ۲۸ میں لفظ "روایت" کی جگہ "رویت" ہونا چاہیے

(مدیر)

دین و دنیا کی فلاح تلاوت قرآن میں

قسط ۷

حاجی کمال الدین مدرس

آج کل قرآن کی تعلیم کا بڑے زور سے اس لیئے انکار کیا جاتا ہے کہ مسجد کے مُلّانوں نے اس سے کیا پا لیا - گویا یہ عام نیتوں پر حملہ ہے جو بڑی سخت ذمہ داری ہے اور اپنے وقت پر اس کا ثبوت دینا ہوگا - میں ان حضرات سے نہایت ہی ادب سے پوچھتا ہوں کہ ان خود غرض مُلّانوں کی ان خود غرضیوں کے ثمرات آپ دنیا میں کیا دیکھ رہے ہیں - اذانیں - نمازیں وغیرہ نیک کام اور آپ کی ان بے غرضانہ تجاویز کے ثمرات کیا ہونگے اور نشر و اشاعت کلام پاک میں آپ کی ان مفید تجاویز سے کس قدر مدد ملے گی - بہرحال حضورؐ کا ارشاد آپ کے لیئے قرآن شریف کے پھیلانے کا ہے - اس میں آپ خود ہی فیصلہ کر لیجئے کہ اس ارشاد نبویؐ کا کس درجے امتثال آپ کی ذات سے ہوا اور ہو رہا ہے - دیکھئے ایک دوسری بات کا بھی خیال رکھیئے - بہت سے لوگوں کا یہ خیال ہوتا ہے کہ ہم اس خیال میں شریک نہیں تو ہم کو کیا - مگر اس آپ اللہ کی پکڑ سے نہیں بچ سکتے -

صحابہؓ نے حضورؐ سے پوچھا (کیا ہم ایسی حالت میں ہلاک ہو جائینگے کہ ہم میں صلحا موجود ہوں گے - حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ ہاں جب خباثت غالب ہو جائے گی -) اسی طرح ایک روایت میں آیا ہے کہ حق تعالےٰ شانہ نے ایک گاؤں کے الٹ دینے کا حکم فرمایا - حضرت جبرئیلؑ نے عرض کیا کہ اس میں فلاں بندہ ایسا ہے کہ جس نے کبھی گناہ نہیں کیا ارشاد ہوا کہ صحیح ہے مگر یہ میری نافرمانی ہوتے ہوئے دیکھتا رہا اور کبھی اس کی پیشانی پر بل نہیں پڑا - درحقیقت علماء کو یہی امور مجبور کرتے ہیں کہ وہ ناجائز باتوں کو دیکھ کر ناگواری کا اظہار کریں جس کو ہمارے روشن خیال تنگ نظری سے تعبیر کرتے ہیں - آپ حضرات اپنی اس وسعت خیالی پر مطمئن نہ رہیں کہ یہ فریضہ صرف علماء ہی کے ذمہ ہے - نہیں بلکہ ہر اس شخص کے ذمہ ہے جو کسی ناجائز بات کو دیکھے اور اس پر ٹوک سکنے کی قدرت رکھتا ہو پھر نہ ٹوکے -

بلال بن سعدؓ فرماتے ہیں کہ معصیت جب مخفی طور سے کی جاتی ہے تو اس کا وبال صرف کرنے والے پر ہوتا ہے لیکن جب کھلم کھلا کی جائے اور اس پر انکار نہ کیا جائے تو اس کا وبال عام ہوتا ہے -

اگر آپ اس قدر اونچے مرتبے کے متمنی ہیں کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو آپ کی مجلس میں بیٹھنے اور شریک ہونے کا حکم ہو تو یہ بات بھی صرف کلام اللہ شریف میں ہی ملیگی -

اگر آپ اس قدر کاہل ہیں کہ کچھ کر ہی نہیں سکتے تو بے محنت بے مشقت اکرام بھی آپ کو صرف کلام اللہ شریف میں ملے گا کہ چپ چاپ کسی مکتب میں بیٹھے بچوں کا کلام مجید سُنتے جایئے اور مفت کا ثواب لیجئے -

اگر آپ کی سیہ کاریاں اور بدکاریاں حد سے زیادہ متجاوز ہیں اور مرنے کا آپ کو یقین بھی ہے تو پھر تلاوت کلام پاک میں ذرا بھی کوتاہی نہ کیجئے - کہ اس درجے کا سفارشی آپ کو کہیں نہ ملے گا اور پھر ایسا کہ جس کی سفارش کے قبول ہونے کا یقین بھی ہو -

اسی طرح اگر آپ اس قدر بادقار واقع ہوئے ہیں کہ جھگڑوں سے گھبراتے ہیں اور لوگوں کے جھگڑوں کے ڈر سے آپ بہت سی قربانیاں کر جاتے ہیں تو قرآن شریف کے مطالبے سے ڈریئے کہ اس جیسا جھگڑالو آپ کو نہ ملے گا -

اگر آپ کو ایسا رہبر درکار ہے جو محبوب کے گھر تک آپ کو پہنچا دے تو تلاوت کیجئے اور اگر آپ اس سے ڈرتے ہیں کہ کہیں جیل خانہ میں نہ بھیج دیئے جائیں تو ہر حالت میں قرآن شریف کی تلاوت کیجئے (خدا کا جیل خانہ جہنم ہے)

اگر آپ علوم انبیاء حاصل کرنا چاہتے ہیں اور اس کے گرویدہ اور شیدائی ہیں تو قرآن شریف پڑھیے اور جتنا چاہیے کمال پیدا کیجئے -

اسی طرح اگر آپ بہترین اخلاق پر جان دینے کو تیار ہیں تو بھی تلاوت کی کثرت کیجئے -

اگر آپ کا مچلا ہوا دل ہمیشہ مری جیسے پہاڑوں کی چوٹیوں ہی پر تفریح میں بہلتا ہے اور سوجان سے آپ پہاڑ کے سفر پر قربان ہیں تو قرآن پاک محشر کے پہاڑوں پر ایسے وقت میں تفریح کرائے گا جب تمام عالم میں نفسا نفسی کا زور ہوگا -

اگر آپ زاہدوں کی اعلیٰ فہرست میں شمار چاہتے ہیں اور رات دن آپ کو نوافل سے فرصت نہیں تو کلام اللہ شریف سکھانا اس سے پیش پیش ہے اگر دنیا کے ہر جھگڑے سے آپ نجات چاہتے ہیں ہر مخمصہ سے آپ علیحدہ رہنے کے دلدادہ ہیں تو صرف قرآن پاک ہی میں ان کی مخلصی ہے - اگر آپ کسی طبیب کے ساتھ وابستگی چاہتے ہیں تو سورۃ فاتحہ میں ہر بیماری کی شفا ہے اگر آپ کے اغراض و مقاصد پورے نہیں ہوتے تو کیوں آپ روزانہ سورہ یٰسین کی تلاوت نہیں کرتے -

اگر آپ کو پیسہ کی ایسی محبت ہے کہ اس کے بغیر آپ کسی کے بھی نہیں تو کیوں آپ روزانہ سورۃ واقعہ کی تلاوت نہیں کرتے -

اگر آپ کو عذاب قبر کا خوف دامنگیر ہے اس سے بے حد ڈرتے ہیں اور خوف کھاتے ہیں اور آپ کو پتہ ہے کہ میں اس کا متحمل نہیں تو پھر آپ کیوں سورۃ تبارک الذی کی تلاوت فرما کر نجات حاصل نہیں کرتے -

اگر آپ کو کوئی دائمی مشغلہ درکار ہے کہ جس میں آپ کے اوقات عزیزہ ہمیشہ مصروف رہیں تو قرآن پاک سے بڑھ کر کوئی نہ ملے گا - مگر ایسا نہ ہو کہ کہیں یہ دولت حاصل ہونے کے بعد چھن جائے اس لیے کہ سلطنت ہاتھ آجانے کے بعد پھر ہاتھ سے نکل جانا زیادہ حسرت و خسران کا سبب ہوتا ہے اور کوئی حرکت ایسی بھی نہ کر جایئے کہ نیکی برباد گناہ لازم

کر حمایت میری تو ہی اے خدا
عاقبت کی عافیت کرنا عطا

دین میں میری مدد دنیا سے کر
ٹھیک میری آخرت تقویٰ سے کر
آمین ثم آمین

اُمرۃ الاسلام

حضرت عائشہ صدیقہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا)

(۴)

از جناب سید مشتاق حسین صاحب بخاری لاہور

علم اسرار الدین کے متعلق بھی ان سے بہت سے مسائل مروی ہیں - چنانچہ قرآن مجید کی ترتیب نزولِ مدینہ میں کامیابی، اسلام کے اسباب - غسل جمعہ، نماز قصر کی علت، صوم عاشورہ کا سبب، حج کی حقیقت اور ہجرت کے معنی کی انہوں نے خاص تشریحیں کی ہیں -

عالم نسواں پر جناب عائشہ کا خصوصی احسان یہ ہے کہ عورتوں سے متعلق بیشتر فقہی مسائل ان سے مروی ہیں - جو باتیں انہیں نبی کریمؐ سے ملی تھیں انہوں نے بلاکم وکاست ہم تک پہنچایا، نہ شرمائیں اور نہ مسائل کو شرمانے دیا، بلکہ کھل کر پوچھنے کے لئے فرمایا - یہ مسائل ایسے ہیں کہ عام مجالس میں انہیں کھل کر بیان کرنے میں حیا مانع ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی طرف سے اتمام حجت ضرور موجود ہے - لہٰذا عورت جس کے لئے سال کے ۳۶۵ دن مرد کی طرح ایک سے نہیں ہوتے اُسے اشد ضرورت ہے کہ وہ مسائل سے واقف ہو تاکہ خواہ مخواہ ناواقفیت کی وجہ سے خلاف شرع جرائم کو نہ کر گزرے - ان کے متعلق فقہی کتب سے رجوع کیا جا سکتا ہے - آپ نے حضورؐ کی خانگی زندگی کو بھی بدرجہ اتم ہم تک پہنچایا -

مثال کے طور پر مسلم شریف میں انہی سے روایت ہے کہ حضورؐ کا سرِ اقدس میری آغوش میں ہوتا حضورؐ تلاوت کلام اللہ فرما رہے ہوتے حالانکہ وہ زمانہ میرے ایام کا ہوتا - مشکوٰۃ شریف میں ہے کہ حضورؐ جب معتکف ہوتے تو آپ مسجد کے اندر تشریف رکھتے ہوئے میری طرف سر جھکا دیتے حالانکہ وہ دن ایسے ہوتے - اسی طرح حضورؐ کا گھر کے کام کاج میں حصہ لینا - بکری کا دودھ دوہنا - اپنا جوتا سینا - غرضیکہ حضورؐ کے مکمل حالات جملہ تفصیلات کے ساتھ حضرت عائشہ صدیقہؓ ہی کے ذریعہ سے ہمیں ملے ہیں -

روزمرہ کی زندگی میں حضورؐ سے سوال کرتی رہتیں ایک دفعہ عرض کی یا رسول اللہ میرے دو پڑوسی ہیں فرمائیے ھدیہ دینے میں کس کو ترجیح دوں - ارشاد ہوا "جس کا دروازہ تمہارے گھر سے زیادہ قریب ہو" - فرماتی ہیں ایک دفعہ میں اور حفصہؓ نے نفلی روزے رکھے - کہیں سے ہدیہ کھانا آگیا جو ہم نے کھا لیا - کچھ دیر بعد سرورِ کائنات تشریف لائے ارادہ تھا کہ حضورؐ سے مسئلہ دریافت کر دوں کہ حفصہؓ نے جرأت کر کے پہلے پوچھ لیا کیونکہ وہ جرأت والے (جناب عمرؓ) باپ کی بیٹی تھی حضورؐ نے فرمایا "اس کی جگہ ایک اور روزہ رکھ لینا"۔

ایک مرتبہ سوال کیا کہ یا رسول اللہ جب قیامت کے دن لوگ مادر زاد برہنہ اٹھائے جائیں گے تو کیا ایک دوسرے سے شرم نہ آئے گی" جواب ملا" اے عائشہ! قیامت کے دن کی سختی مصیبت پریشانی اس قدر زیادہ ہوگی کہ اس چیز کی ہوش ہوگی نہ احساس -

ایک دفعہ سوال کیا کہ "یا رسول اللہ کیا عورتوں پر جہاد فرض ہے ؟ ارشاد ہوا" ہاں عورتوں پر ایسا جہاد ہے جس میں لڑائی نہیں ہے - یعنی حج اور عمرہ -

نبی اکرمؐ کی خصوصی محبت اور تربیت

حضورؐ کو ان سے خصوصی محبت تھی اور ان کی تربیت بھی خصوصی فرماتے تھے - انہیں ہر وقت اللہ تعالیٰ سے ڈراتے اور عادات درست فرماتے رہتے تھے ، ایک دفعہ حضورؐ کی غیر موجودگی میں آپ نے درِ اقدس پر دیدہ زیب پردہ لٹکا دیا - حضورؐ نے وہ ضائع کر دیا اور فرمایا "کہ ہم کو یہ مناسب نہیں کہ پتھروں اور مٹی کو لباس پہنائیں -

بعض فتنہ پرست یہودی شرارتاً حضورؐ کو اسلام علیکم کی بجائے "اَلسام علیکم" (یعنی نعوذ باللہ تم پر ہلاکت ہو) کہتے - ایک دفعہ حضورؐ نے جواباً محض "علیکم" فرمایا - البتہ عائشہؓ سے نہ رہا گیا اور کہا " السام علیکم ولعنکم اللہ وغضب علیکم - حضورؐ نے اس برائی پر نرمی اختیار کرنے کا مشورہ دیا - عرض کیا سنا نہیں آپ نے انہوں نے کیا کہا ہے - ارشاد ہوا تم نے میرا جواب نہیں سنا - میں نے "وعلیکم" کہہ دیا اور یہ بددعا انہی کے حصہ میں آئی -

ایک مرتبہ حضرت عائشہ نے حضورؐ کی دوسری ازواج کے متعلق فرمایا کہ وہ اتنی سی ہیں یعنی پستہ قد ہیں - حضورؐ نے فوراً ٹوکا اور فرمایا تو نے ایسا کلمہ کہہ دیا کہ اگر سمندر میں ملا دیا جاتا تو اسے بھی گندہ کر دے -

فن تاریخ

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ اپنے فہم و ادراک کے جوہر خوب رکھتے تھے - فن تاریخ میں اصحاب قرون اولیٰ میں ان کا مثل ملنا دشوار ہے - اہلِ عرب کے ایام جاہلیت کے حالات، ان کے رسم و رواج اور ان کی طرز معاشرت کے متعلق انہوں نے بعض ایسی باتیں بیان کی ہیں جو دوسری جگہ نہیں ملتیں - اسلامی تاریخ کے اہم واقعات انہی سے منقول ہیں - آغاز وحی کی کیفیت ہجرت کے واقعات ، نزول قرآن اور ترتیب ، حضورؐ کے مرض الموت کے حالات - غزوات ، نماز خوف ، فتح مکہ میں مستورات کی بیعت ، حجۃ الوداع - حضورؐ کے اخلاق و عادات ، خلافت صدیقی ، حضرت فاطمہؓ اور ازواج مطہرات کا دعویٰ میراث ، حضرت علیؓ کا ملالِ خاطر اور پھر بیعت کے تمام مفصل واقعات انہی کے ذریعہ سے معلوم ہوتے ہیں -

زبان دانی اور فصاحت و بلاغت

ادبی حیثیت سے وہ نہایت شیریں کلام، فصیح اللسان تھیں - ترمذی میں موسیٰ ابن طلحہؓ کا یہ قول نقل ہے کہ میں نے عائشہ سے زیادہ کسی کو فصیح اللسان نہیں دیکھا -

بلاغت کے چند نمونے ملاحظہ فرمائیے :-

آغاز وحی کے سلسلہ میں فرماتی ہیں : "آپ جو کچھ دیکھتے تھے سپیدۂ سحر کی طرح نمودار ہو جاتا تھا"

جب آپ پر وحی کی کیفیت طاری ہوتی تو جبین مبارک پر پسینہ آجاتا تھا اس کو اس طرح ادا کرتی ہیں "پیشانی پر موتی ڈھلکتے تھے"

واقعہ افک میں راتوں کو نیند نہیں آتی تھی اس کو اس طرح بیان فرماتی ہیں "میں نے سرمۂ خواب نہیں لگایا"

خطابت کے لحاظ سے حضرات عمر فاروقؓ اور علی المرتضیٰؓ کے علاوہ شاید ہی کوئی ان کے مرتبہ کو پہنچتا ہو - جنگِ جمل کے دوران میں انہوں نے جو تقریریں کی ہیں وہ جوش اور زور کے لحاظ سے بے مثل ہیں - ایک تقریر ملاحظہ فرمائیے -

" لوگو ! خاموش ، خاموش !! تم پر میرا مادری حق ہے اور مجھے نصیحت کی عزت حاصل ہے سوائے اُس شخص کے جو اللہ کا نافرمان ہے کون ہے جو مجھے الزام دے - آنحضرت نے میرے سینہ پر سر رکھے

(باقی صفحہ ۱۸ پر)

یادِ رفتگان

الحاج مولینا مولوی فیروز الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کے خود نوشت سوانح حیات

(۲)

ایک عجیب قصہ:- مرزا صاحب کے متعلق یہ عجیب قصہ عام طور پر مشہور تھا۔ کہ انکے پاس جو طالبعلم پڑھا کرتے تھے ان میں ایک طالبعلم عبداللہ نامی بھی تھا۔ یہ بڑے خلوص اور سرگرمی سے مرزا صاحب کی خدمت کرتا۔ دوپہر کے وقت جب مرزا صاحب آرام فرماتے تو یہ اُن کے پاؤں دباتا۔

گرمیوں کا ایک دن تھا۔ مرزا صاحب اپنی چوکھنڈی میں لیٹے ہوئے تھے اور عبداللہ ان کے پاؤں داب رہا تھا۔ کہ آپ نے عبداللہ سے فرمایا "بیٹا عبداللہ! سخت پیاس لگ رہی ہے۔ اس وقت حسین شاہ کے کنوئیں کا ٹھنڈا پانی لاؤ۔ تو طبیعت کو سکون آئے۔ لیکن لانا قدرے جلدی۔ حسین شاہ کا کنواں مسجد سے کچھ فاصلے پر تھا۔ عبداللہ نے جو اُستاد کا حکم سُنا تو وہیں بیٹھے بیٹھے ٹھلیا اُٹھا کر ہاتھ بڑھایا اور اس کنوئیں سے پانی بھر کر مرزا صاحب کی خدمت میں پیش کر دیا۔ یہ دیکھ کر مرزا صاحب کے تو ہوش اُڑ گئے۔ اُنھوں نے عبداللہ سے کہا "عبداللہ! سچ سچ بتاؤ تم کون ہو؟ یہ کام انسان کا نہیں"۔

عبداللہ نے کہا "مولوی صاحب میں قوم جنات سے ہوں مجھے آپ کی قرآن خوانی پسند آئی اور میں آپ کا شاگرد بن کر آپ کی خدمت میں رہنے لگا۔ میں آپ کی عنایات کا بڑا ممنون ہوں۔ آپ مجھے پڑھاتے اور کھلاتے رہے" مرزا صاحب نے یہ سُن کر فرمایا "عبداللہ! اب تم یہاں نہیں رہ سکتے۔ فوراً چلے جاؤ"۔ چنانچہ عبداللہ چلا گیا۔ لیکن جاتے ہوئے اتنا کہہ گیا کہ "مولوی صاحب جس دن آپ کی لڑکی کی شادی ہوگی۔ اُس دن حاضر خدمت ہو کر ضرور حق شاگردی ادا کروں گا"۔ چنانچہ کہتے ہیں کہ جب مرزا صاحب کی لڑکی کی شادی ہوئی تو کوئی شخص گیہوں، چاول، گھی اور شکر کا ایک چھکڑا بھر کر ان کے مکان پر لایا۔ اور سب چیزیں صحن میں رکھ کر رخصت ہو گیا۔ مرزا صاحب فرماتے تھے۔ کہ یہ وہی جن عبداللہ تھا۔

سلسلۂ درس و تدریس کی ابتداء:- مرزا اکرم بیگ جب بہت بوڑھے ہو گئے تو اُنھوں نے ایک دن والد مرحوم کو بلا کر فرمایا "جان محمد! تم جانتے ہو کہ میں نے تمام عمر دینِ الٰہی کی خدمت میں گذار دی۔ میں نے ذاتی منفعت کا کبھی خیال نہیں کیا۔ صرف اللہ کے بھروسہ پر یہ کام بغیر کسی لالچ اور طمع کے کرتا رہا۔ میرے سینکڑوں شاگرد ہیں لیکن میری نظر انتخاب صرف تم پر پڑی ہے۔ کیونکہ تم ہی اس قابل نظر آتے ہو کہ میری ذمہ داریوں کا بوجھ سنبھال سکو۔ خلوص اور نیک نیت سے کام کرو گے تو اللہ تمھاری ضروریات پوری کرے گا"۔ والد صاحب نے جب مرزا اکرم بیگ صاحب کی یہ باتیں سنیں تو اللہ کے بھروسہ پر اس بارِ عظیم کو اپنے کندھوں پر اُٹھانے وعدہ کر لیا۔

ان دنوں والد مرحوم میاں عمردین کے ساتھ کتابوں کا کاروبار کرتے تھے۔ جس میں ان کا پندرہ سو روپیہ کا حصہ تھا۔ جب مرزا صاحب نے انھیں درس و تدریس شروع کرنے کی دعوت دی تو والد مرحوم نے اپنا حصہ میاں صاحب کو بغیر معاوضہ دے دیا اور خود درس و تدریس میں مشغول ہو گئے۔

امدادِ غیبی:- والد مرحوم کو دستِ غیب سے بھی کچھ امداد ملتی تھی۔ یعنی صبح جب وظیفے سے فارغ ہوتے تو روزانہ ایک روپیہ مصلّے کے نیچے سے مل جاتا۔ کچھ مدت تک یہ سلسلہ جاری رہا۔ لیکن کسی بے احتیاطی کے باعث یہ روزینہ بند ہو گیا۔

پرائیویٹ ٹیوشن:- انھیں ایام میں مہاراجہ شیر سنگھ والی پنجاب کو اپنے متبنّٰی سردار بخشیش سنگھ کو فارسی پڑھانے کے لیے اتالیق کی ضرورت تھی۔ والد مرحوم کے درس کی شہرت سُن کر مہاراجہ نے ان کو اس کام پر مامور کر دیا۔ اور ایک گھنٹہ پڑھانے کے تیس روپے ماہوار ملنے لگے۔ یعنی دستِ غیب والی امداد اب محنت سے ملنے لگی۔

اس کے علاوہ آپ ایک اور سردار بخشیش سنگھ کے لڑکے کو پندرہ روپے ماہوار پر فارسی پڑھانے لگے یہ سردار صاحب چوک مسجد وزیر خاں کے جنوب کی طرف رہتے تھے۔ اسی طرح سردار بھوپ سنگھ جو کمشریٹ میں عہدیدار یا شاید ٹھیکیدار تھا وہ بھی اپنے لڑکے کو فارسی پڑھانے کے پندرہ روپے ماہوار دیتا تھا۔ اسی طرح سردار گجا سنگھ مہاراجہ فرید کوٹ کے ماموں کا لڑکا سردار ٹھاکر سنگھ بھی فارسی پڑھنے حاضر خدمت ہوتا تھا۔

والد مرحوم کو جب فکرِ معاش سے نجات ملی تو آپ نے بلا معاوضہ دینی تعلیم دینی شروع کی۔ بلکہ اکثر غریب طلباء کو کھانا اور کپڑے بھی والد مرحوم کے ہاں سے مل جاتے تھے۔ ان دنوں دینی مدرسوں میں یہ قاعدہ تھا کہ جب کوئی طالب علم قاعدہ یا کتاب ختم کرتا تو طالب علم کے والدین اپنی بساط کے مطابق کچھ رقم بطور نذرانہ اُستاد کی خدمت میں پیش کرتے تھے۔ لیکن والد صاحب کا یہ طریقہ رہا کہ وہ ایسی کوئی رقم قبول نہ فرماتے۔

میری والدہ:- میری والدہ مرحومہ مولوی نجم الدین صاحب کی (جن کا ذکر میں پہلے کر چکا ہوں) دختر نیک اختر تھیں۔ خدا رسیدہ باپ کی بیٹی بڑی پرہیزگار اور نیک سیرت خاتون تھیں۔ قرآن شریف انھوں نے اپنے والد سے پڑھا تھا۔ محلہ کی اکثر لڑکیاں والدہ صاحبہ سے قرآن مجید پڑھنے آیا کرتیں۔ یہ لڑکیاں قرآن مجید پڑھ کر گھر کے کام کاج میں والدہ صاحبہ کا ہاتھ بھی بٹاتیں۔

والد صاحب کا انتقال:- غالباً ۱۸۷۲ء یا ۱۸۷۳ء میں ۶۳ سال کی عمر میں ان کا انتقال ہوا۔ یہ نامراد پھوڑا داہنے شانے کے نیچے تھا۔ مرنے سے ایک روز قبل جب شام پانچ بجے کے قریب ان کے شاگردِ خاص پنڈت ہرسہائے ان کی عیادت کو آئے۔ اس وقت ان کے کئی اور شاگرد اور دوست بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ ان ایام میں سردار بھوپ سنگھ کے خلاف غبن کے الزام میں مقدمہ چل رہا تھا۔ اسی مجلس میں کسی نے پنڈت ہرسہائے سے سردار بھوپ سنگھ کے مقدمے کا حال دریافت کیا۔ تو جواب میں پنڈت جی نے کہا "اس مقدمے کی کل پیشی ہے"۔ اس پر والد صاحب قبلہ نے لیٹے لیٹے فرمایا۔ کہ "بڑی سرکار میں کل ہماری بھی پیشی ہے"۔

یہاں یہ ذکر بھی خالی از دلچسپی نہ ہوگا۔ کہ وفات سے کئی ماہ پہلے جبکہ آپ بالکل تندرست تھے۔ ایک رات تہجد کے لیے اُٹھے تو میری والدہ صاحبہ سے فرمایا "میرا اب وقت قریب آگیا ہے"۔ میرے بڑے بھائی کا نام لے کر فرمایا "وہ شوخ مزاج ہے"۔ اور میری طرف اشارہ کر کے کہا۔ کہ "یہ ابھی بہت چھوٹا ہے۔ مگر خیر سب کا خدا حافظ ہے"۔ یہ باتیں مجھے اب تک اسی طرح یاد ہیں۔ اور وہ نقشہ، وہ سماں آنکھوں کے سامنے آجاتا ہے۔ اور ان کی آواز کانوں میں گونجنے لگتی ہے۔ ان کے علاوہ میں نے اپنے خاندان کے بہت سے آدمیوں کو دیکھا ہے۔ کہ انھیں اپنی موت کا قبل از وقت اشارہ ہو جاتا تھا۔

مرحوم سعید:- میرا مرحوم بیٹا محمد سعید جو صرف پندرہ سال کا تھا۔ مرض الموت میں چارپائی پر پڑا ہوا تھا۔ اس کے قریب ہی ایک کرسی رکھی تھی۔ موت سے دو روز قبل میں ایک دوپہر کو اس کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ کہ وہ یکدم کہنے لگا۔ "وہ والدہ صاحبہ آئی ہیں۔ ان کے لیے کرسی خالی کر دو"۔ یہ سُن کر جو بھی کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ اُٹھ کھڑا ہوا۔ اور کرسی خالی کر دی۔ عام طور پر مشہور ہے کہ جب کسی انسان کی موت قریب ہوتی ہے۔ تو اس کے مرے ہوئے عزیز و اقارب اس کو دکھائی دیتے ہیں۔ اس لیے میں نے محمد سعید کے وہم کو دور کرنے کے لیے کہا "بیٹا اپنے عزیز رشتہ دار کی روح مرنے کے وقت ہی نہیں۔ بلکہ مریض کو اکثر دیکھنے کے لیے بھی آجاتی ہے۔ اگر تمھیں شک ہو تو تم اپنی والدہ صاحبہ سے پوچھو کہ آپ مجھے لینے آئی ہیں یا دیکھنے"۔

اس کے بعد سعید نے میرے الفاظ دُہرائے اور کہنے لگا۔ کہ والدہ صاحبہ فرماتی ہیں۔ کہ یہاں تو دو جگہیں بن چکی ہیں۔ میں کیا کر سکتی ہوں۔ چنانچہ

دوسرے یا تیسرے دن سعید کا انتقال ہو گیا۔ انھی ایام میں میرا دوسرا فرزند عبدالرشید بھی بیمار تھا لیکن چند ماہ بعد اللہ نے اس کو شفا بخش دی۔ لیکن میرے بھتیجے منشی دین محمد کا بڑا لڑکا حفظ الرحمٰن میٹرک پاس کرنے کے بعد طاعون کا شکار ہو گیا اور محمد سعید کی پائینتی دفن ہوا۔ اس طرح یہ دونو جگہیں پوری ہو گئیں۔

میری خوشدامن کی والدہ بھی بیمار ہو کر سخت کمزور ہو رہی تھیں۔ انھوں نے بیہوشی میں ہی کسی کہنے والے سے کہا۔ "میں کل دو بجے جاؤں گی"۔ چنانچہ اگلے دن ٹھیک دو بجے ان کا انتقال ہو گیا۔

میری اہلیہ مرحومہ نے بھی مرنے سے دو چار مہینے پہلے بیان کیا کہ میں نے ایک عالیشان کوٹھی دیکھی ہے جس کے چاروں طرف وسیع باغ ہے۔ میں اس کوٹھی کی چھت پر کھڑی ہوں۔ میں نیچے اُترنا چاہتی ہوں مگر نیچے اُترنے کیلیے کوئی سیڑھی نہیں ہے۔ میں نے اوپر سے ایک بڑے روشندان سے کمرے میں جھانکا تو معلوم ہُوا کہ کوٹھی اندر سے بھی خوب سجی ہوئی ہے۔ میں نے پُوچھا "یہ کس کی کوٹھی ہے؟" تو پاس ہی سے آواز آئی "یہ تمھاری کوٹھی ہے اور اب اس کی صرف سیڑھی بنی باقی ہے"۔ مرنے سے پہلے بھی اُنھوں نے ایسی چیزیں دیکھیں۔ جن سے معلوم ہونے لگا کہ ان کا وقتِ آخر قریب ہے۔

حیرت ہوتی ہے ان لوگوں پر جو دعوے تو بڑے بڑے کرتے ہیں۔ لیکن دُنیا سے بے خبر اور بے احساس مرجاتے ہیں۔ مجھے خُوب یاد ہے۔ کہ مرزا غلام احمد قادیانی اپنے کرشن ہونے پر لاہور میں لیکچر دینے آئے۔ تاریخ اور وقت مقرر ہو چکا تھا۔ مگر اس سے صرف ایک رات پہلے انھیں ہیضہ ہُوا۔ اور وفات پا گئے۔ ایسے شخص کا جو پیغمبری کا دعوے کرتا ہو۔ اپنی موت سے اتنا بے خبر ہونا نہ صرف باعثِ تعجب بلکہ قابلِ غور بھی ہے۔ ہم صرف عام مسلمان ہیں۔ ولایت یا کشف کے دعویدار نہیں۔ لیکن جب ہمارا یہ حال ہے۔ کہ مرنے سے پہلے کچھ نہ کچھ اشارہ ہو جاتا ہے۔ تو ایک شخص جو مسیح ہونے کا دعوے کرے یُوں بے خبر مر جائے۔

قبلہ والد صاحب سلسلۂ چشتیہ میں حضرت عبیداللہ شاہ صاحب کے مرید تھے۔ جنھیں ایامِ غدر میں انگریزوں نے پھانسی دے دی تھی۔

والد صاحب کا پروگرام:- والد صاحب مرحوم نمازِ شام کے بعد عشاء تک اپنے مکتب کے چوبی تخت پر بیٹھا کرتے تھے۔ لالہ ولی رام صدر قانونگو، میاں نبی بخش صاحب والد میاں فضل الدین صاحب وکیل۔ میاں حسین بخش صاحب جمعدار، سردار بخشیش سنگھ، میاں عمر الدین صاحب نقاش اور میاں رحیم بخش خیاط وغیرہ کئی اور لوگ وہاں آ بیٹھتے۔ اور نمازِ عشاء تک یہ پُرلطف صحبت قائم رہتی نمازِ عشاء پڑھ لینے کے بعد کچھ دیر آرام کرتے اور پھر دو بجے شب تہجد کے لیے بیدار ہو کر نمازِ صبح تک مشغولِ وظائف رہتے۔ صبح مکتب تشریف لے جاتے۔ بڑے طلباء کو خود سبق دے کر ۸ بجے کے قریب سردار بخشیش سنگھ سندھانوالیہ کے ہاں چلے جاتے جہاں سے واپسی پر مکتب میں ہی تشریف لاتے۔ دوپہر کا کھانا کھانے کے بعد گھر پر ہی کچھ دیر آرام فرماتے اور نمازِ ظہر مسجد وزیر خاں میں ادا کر کے بدستور درس و تدریس میں مشغول ہو جاتے۔

خدایار:- والد صاحب کے شاگردوں میں ایک صاحب خدایار بھی تھے۔ جو اب سب انسپکٹری کے عہدہ سے ریٹائر ہو چکے ہیں۔ ان کا بیان ہے۔ "ایک دفعہ میں گاؤں سے آیا۔ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہُوا۔ تو آپ نے دیکھ کر فرمایا۔ "خدایار تمھارے چہرے سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تمھارے بخت کھوئے گئے ہیں"۔ میں نے عرض کیا "خدا کا فضل ہے۔ میں گاؤں سے خوش و خرّم آرہا ہوں"۔ اس کے بعد کچھ دیر دوسری باتیں ہوتی رہیں۔ پھر میں واپس گاؤں چلا گیا۔ لیکن جب گاؤں پہنچا تو نقشہ دگرگوں پایا۔ والد صاحب کو ہیضہ ہو گیا تھا۔ والدہ صاحبہ بھی اس کی لپیٹ میں آچکی تھیں۔ دو چار گھنٹوں میں ہی دونو چل بسے۔ پھر بھائیوں اور بہنوں کی باری آئی۔ غرضیکہ چوبیس گھنٹوں میں گھر کا گھر صاف ہو گیا۔ میں سخت دل برداشتہ تھا۔ قلوں سے فارغ ہو کر سیدھا ان کی خدمت میں حاضر ہُوا۔ اور گھر کی چابی نذر کر دی۔ آپ نے سارا قصّہ سُن کر فاتحہ پڑھا۔ اظہارِ افسوس کیا۔ دلجوئی کی باتیں کیں۔ اور فرمایا "تم میری باتوں کو کچھ دھیان دے کر نہیں سُن رہے۔ بہت سراسیمہ ہو گئے ہو"۔ یہ کہہ کر اُنھوں نے کچھ پڑھ کر میرے سر اور چہرے پر پھُونکا اور انگلی کو لب لگا کر میرے ناف پر لفظ "اللہ" لکھ دیا۔ جس کے بعد فوراً ہی میرا سب غم و الم دُور ہو گیا اور طبیعت میں ایسی مسرّت اور بشاشت ہوئی کہ گویا میں شادی کر کے آیا ہوں

مہاراجگان سے تعلقات:- والد صاحب مرحوم و مغفور کے مہاراجگان فریدکوٹ اور کشمیر سے بھی بڑے اچھے تعلقات تھے۔ فریدکوٹ کے سردار گجا سنگھ کا لڑکا ٹھاکر سنگھ بھی آپ کا شاگرد تھا۔ آپ کئی دفعہ ریاست میں تشریف لے گئے تو میں بھی ان کے ہمراہ ہوتا۔ اس لیے ان کی وفات کے بعد بھی ریاست کے حکمران خاندان سے میرے مراسم قائم رہے۔

بدروحوں سے بے خوفی:- قبلہ والد صاحب کے متعلق فریدکوٹ کا ایک واقعہ بیان کیا جاتا ہے کہ ایک دفعہ آپ ریاست میں گئے تو لوگوں نے بتایا کہ یہاں ایک درخت ہے جس پر بدروحوں کا مسکن ہے۔ جو اس کے نیچے سوئے اُسے وہ تنگ کرتے ہیں۔ یہ سُن کر آپ نے درخت کے نیچے سونے پر اصرار کیا۔ ہر چند سب نے منع کیا۔ ڈرایا اور کہا کہ یہاں جنّ بھُوت اور چڑیلیں رہتی ہیں۔ لیکن آپ نے فرمایا "یہ مخلوق مجھے کچھ نہیں کہے گی۔ مجھے یہیں چارپائی بچھادو"۔ چنانچہ جب آپ صبح کو اُٹھے۔ تو آپ کے ہاتھ کی چھنگلی میں مہندی لگی ہُوئی تھی۔

(باقی آئندہ)

بقیہ امّ الاسلام

صفحہ ۱۶ سے آگے

ہو گئے وفات پائی۔ میں آپؐ کی محبوب ترین بیوی ہوں۔ خدا نے مجھ کو دوسروں سے ہر طرح محفوظ رکھا۔ اور میری ذات سے مومن اور منافق میں تمیز ہوئی۔ اور میرے ہی سبب سے تم پر خدا نے تیمم کا حکم نازل فرمایا"۔

پھر میرا باپ دنیا میں تیسرا مسلمان تھا اور غارِ حرا میں دو کا دوسرا تھا۔ اور پہلا شخص جو صدیق کے لقب سے مخاطب ہوا۔ آنحضرتؐ نے اسی کو نائب بنا کر وفات پائی۔ اس کے بعد جب مذہب اسلام کی رسّی ہلنے لگی تو میرا ہی باپ تھا جس نے اس کے دونو سرے تھام لئے جس نے نفاق کی باگ روک دی جس نے ارتداد کا سرچشمہ خشک کر دیا۔ جس نے یہودیوں کی آتش فروزی ٹھنڈی کی۔ تم لوگ اس وقت آنکھیں بند کئے غدر و فتنہ کے منتظر تھے اور شور و غوغا پر گوش برآواز تھے۔ اُس نے شگاف کو برابر کیا۔ بیکار کو درست کیا، گرتوں کو سنبھالا۔ دلوں کی مدفون بیماریوں کو دور کیا جو پانی سے سیراب ہو چکے تھے ان کو ٹھکان تک پہنچا دیا۔ جو پیاسے تھے ان کو گھاٹ پر لے آیا اور جو ایک بار پانی پی چکے تھے انہیں دوبارہ پلایا۔ جب وہ نفاق کا سر کچل چکا اور اہلِ شرک کے لئے آتشِ جنگ مشتعل کر چکا اور تمہارے سامان کی گٹھڑی کو ڈوری سے باندھ چکا تو خدا نے اُسے اٹھا لیا......

ہاں میں سوال کا نشانہ بن گئی ہوں کہ کیوں فوج لے کر نکلی؟ میرا مقصد اس سے گناہوں کی تلاش اور فتنہ کی جستجو نہیں ہے جس کو میں پامال کرنا چاہتی ہوں جو کچھ کہہ رہی ہوں سچائی اور انصاف کے ساتھ تنبیہ اور اتمام حجت کے لئے"۔

شاعرہ نہیں تھیں لیکن ایسا عمدہ مذاق پایا تھا کہ حسانؓ بن ثابت جیسے مسلم الثبوت شاعر اپنے اشعار سنانے کی غرض سے ان کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے۔ اکثر اشعار نوک بر زبان تھے جن کو نہایت برجستہ استعمال فرماتی تھیں۔

قول زرّیں

پہلوان وہ نہیں جو کسی کو پچھاڑ دے بلکہ پہلوان وہ ہے جو غصّے کے وقت اپنے نفس پر قابو رکھے۔

بچوں کا صفحہ

ہمدردی اور ایثار

از جناب سیّد مشتاق حسین صاحب بخاری لاہور

پیارے بچو! اس عنوان سے کچھ واقعات تم گزشتہ اشاعت میں پڑھ چکے ہوگے۔ آج ہمارے اسلاف کے کچھ اور واقعات سنو!

حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں۔ کہ ایک دفعہ ایک صحابیؓ نے دوسرے صحابیؓ کے پاس گوشت تحفتہً بھیجا۔ انہوں نے خود نہ کھایا بلکہ دوسرے اپنے سے زیادہ مستحق صحابی کے ہاں بھجوا دیا۔ انھوں نے تیسرے کے پاس اور اس طرح ہوتے ہوتے وہ سات گھروں سے ہوتا ہوا پہلے ہی گھر پہنچ گیا۔

تم نے ملاحظہ کیا کہ ان میں کس قدر ایثار کا جذبہ تھا کہ کوئی بھی اپنی خوشی اور لذت کی پروا نہیں کرتا اور دوسرے کی خوشی اور آسائش دیکھنا چاہتا ہے۔

حضرت فاروق اعظمؓ دورانِ خلافت میں رات کے وقت گشت کو نکلا کرتے تھے۔ تاکہ کسی حاجت مند کی حاجت کو پورا کر سکیں۔ ایک رات کیا دیکھتے ہیں کہ ایک خیمہ سے کراہنے کی آواز آرہی ہے۔ آپ نے پوچھا تو اندر سے اعرابی نے کہا کہ جاؤ بھائی اپنا کام کرو۔ زیادہ اصرار پر اس نے بتایا کہ اس کی بیوی بڑی بیمار ہے آپ فوراً واپس آئے اور اپنی بیوی اور کچھ کھانے کی چیزیں ساتھ لے کر پھر اس خیمہ میں واپس گئے اور اپنی بیوی کو اندر بھیج کر اعرابی کو باہر بلا لیا۔ تھوڑی دیر کے بعد آپ کی بیوی نے عرض کیا کہ امیر المومنین اپنے دوست کو خوشخبری دیجئے کہ اللہ تعالےٰ نے ان کو فرزند عطا کیا ہے۔ امیر المومنین کا لفظ سن کر اعرابی چونکا اور معذرت خواہ ہوا۔ لیکن فاروق اعظمؓ نے اس کی تشفی فرمائی۔ اور اس کو کھانا وغیرہ کھلا کر واپس جاتے ہوئے فرمایا کہ کل شہر میں آنا تمہارا بندوبست کر دیا جائیگا۔

عزیز! جب تم بڑے ہو جاؤ تو ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں عہدہ جلیلہ عطا کرے۔ اس کہانی کو یاد رکھنا اور اپنے سے چھوٹے آدمی کی ضروریات کا ہمیشہ خیال رکھنا۔ جس طرح حضرت عمر فاروقؓ اپنے عہدِ خلافت میں رکھتے تھے۔

حضرت ابو طلحہؓ مشہور انصاری تھے۔ اللہ تعالےٰ نے ان کو بہت سے باغات دے رکھے تھے۔ ان میں سے ان کو ایک باغ بہت ہی محبوب تھا۔ جب قرآن پاک کی وہ آیت اتری جس کا مفہوم یہ ہے کہ اصلی نیکی تب ہوگی۔ جب تم اپنی محبوب ترین چیز اللہ کی راہ میں قربان کروگے تو انھوں نے فوراً اسے اپنے رشتہ داروں میں صلہ رحمی کے طور پہ بانٹ دیا۔

ان کہانیوں کا ماحصل یہی ہے کہ سچا آدمی وہی کہلائیگا۔ جس کے دل میں کامل ایمان ہو اور دوسرے کے لئے مکمل ہمدردی موجود ہو۔ اگر ہمدردی کی بجائے خدانخواستہ خود غرضی ہو تو ایسا شخص مسلمان کہلانے کا بالکل مستحق نہیں ہو سکتا۔

جواہر ریزے

از محمد اکبر نعیم مزنگ لاہور

(۱) حضرت عمر فاروقؓ کا قول ہے جو شخص اپنا راز پوشیدہ رکھتا ہے۔ وہ اپنی سلامتی اپنے قبضے میں رکھتا ہے۔

(۲) حضرت عثمانؓ نے فرمایا "مجھے دُنیا میں تین باتیں بہت بھاتی ہیں"

(۱) بھوکے کا پیٹ بھرنا

(۲) ننگے کو کپڑا پہنانا۔

(۳) قرآن مجید کی تلاوت کرنا۔

(۳) حضرت عمرؓ کا قول ہے۔ کہ مجھے دُنیا میں تین چیزیں بہت بھلی معلوم ہوتی ہیں۔

(۱) نیکی کا حکم دینا۔

(۲) کسی کو بُرائی سے روکنا۔

(۳) پرانے کپڑے پہننا۔

اقوالِ زریں

(۱) مسلمان وہی ہے۔ جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان محفوظ رہیں

(۲) جو شخص نرم عادت سے محروم رہا وہ ہر بھلائی سے محروم رہا۔

(۳) وہ شخص جنت میں نہ جائیگا جس کا پڑوسی اس کے ہاتھ سے محفوظ نہ ہو۔ (نعیم)

(۴) خود غرضی انسانیت کی نہیں بلکہ حیوانیت کی صفت ہے

(۵) خوفِ خدا ہی انسان کو انسان بناتا ہے۔

(۶) خوف خدا قرآن کی تعلیم سے پیدا ہوتا ہے

(۷) حیاء ایمان کا حصّہ ہے

(ملیحہ)

رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۰۴۷

ایڈیٹر:-
عبدالمنان چوہان

ہفتہ وار خبریں

بدل اشتراک
چندہ سالانہ .... عـہ
ششماہی .... ؎
فی پرچہ .... چار آنے

——— کراچی ۱۱ مارچ - بھارت کے احتجاج جو اس نے کشمیر کے مسئلہ کی سیٹو میں بحث کے متعلق کیا ہے - اس پر کراچی کے سیاسی حلقوں کی رائے یہ ہے کہ بھارت مکاری سے کام لے رہا ہے

——— کراچی - ۱۱ مارچ - حکومت پاکستان نے بھارت کو یہ دعوت دی ہے کہ وہ یوم جمہوریہ پاکستان پر اپنا کوئی خاص نمائندہ بھیجے - معلوم ہوا ہے کہ بھارتی وفد میں وزیر آبادکاری مسٹر مہر چند کھنہ بھی ہوں گے -

——— لاہور - ۱۲ مارچ - مغربی پاکستان کے وزیر امور قبائلی خان قربان علی خان کا استعفیٰ منظور کر لیا گیا - وزیر اعلیٰ ڈاکٹر خان صاحب نے اعلان کیا ہے کہ نئی صوبائی کابینہ کا اعلان جلد کر دیا جائے گا - اور اسمبلی کا بجٹ سیشن اپریل میں شروع ہوگا -

——— لاہور - ۱۲ مارچ - لاہور کارپوریشن کی ایک قرارداد کے مطابق فیصلہ کیا گیا ہے کہ عصمت فروشی کا اڈا لاہور سے ختم کر دیا جائے - اس قرارداد کو منظوری کے لئے صوبائی حکومت کے روبرو پیش کر دیا جائے گا -

——— حیدرآباد - ۱۳ مارچ - معلوم ہوا ہے کہ بھارت نے چڑ بیٹ کے علاقہ میں دو ڈویژن کے قریب بھیج دی ہے - یہ فوج بمبئی - احمد آباد اور دوسری چھاؤنیوں میں سے ہوائی جہازوں کے ذریعے پہنچائی گئی ہے -

——— مظفر گڑھ - ۱۳ مارچ - آزاد کشمیر حکومت کے صدر کرنل شیر احمد خان نے اعلان کیا ہے کہ انگریزوں کی طرح کشمیر میں بھارتی اقتدار ختم ہو کر رہے گا -

——— کراچی - ۱۳ مارچ - آسٹریلوی وزیر خارجہ مسٹر کیسی نے آج یہاں کہا ہے کہ اگر افغانستان نے پاکستان پر حملہ کیا تو سیٹو کے ارکان پاکستان کی مدد کریں گے -

——— کراچی - ۱۴ مارچ - مرکزی حکومت نے یوم جمہوریہ کے موقع پر سیاسی اسیروں کی رہائی کے لئے ہدایات جاری کر دی ہیں -

——— ۱۷ مارچ - پرائیویٹ نہروں کے مقدمہ میں حکومت کی اپیل منظور کر لی گئی ہے -

——— کراچی - ۱۷ مارچ - وزیر خارجہ مسٹر حمید الحق چودھری نے آج بتایا کہ پاکستان نے بات چیت کے ذریعے حالیہ سرحدی تنازعات حل کرنے کے لئے بھارت کو بین الملکی کانفرنس کے انعقاد کی ایک اور پیشکش کی ہے - اور انہوں نے بتایا کہ پاکستان نے تجویز کیا ہے کہ متنازعہ علاقوں کی سرحد کی حد بندی کے لئے ایک باؤنڈری کمیشن قائم کر دیا جائے -

——— لاہور - ۱۷ مارچ - ایوان تجارت سے خطاب کرتے ہوئے مغربی پاکستان کے گورنر نے اعلان کیا کہ حکومت مغربی پاکستان صوبہ کی زرعی ترقی کیلئے ایک جامع منصوبہ تیار کرے گی

——— کراچی - ۱۷ مارچ - متحدہ محاذ کے رکن مسٹر عبدالستار نے آج حکومت پاکستان کے وزیر داخلہ و تعلیم کی حیثیت سے حلف اٹھایا - آپ کرشک سرمک پارٹی سے تعلق رکھتے ہیں -

——— کولمبو - ۱۱ مارچ - ایک خبررساں ایجنسی کی اطلاع کے مطابق بھارت اور امریکہ کے اختلافات ابھی ختم نہیں ہوئے - معلوم ہوا کہ وزیر خارجہ امریکہ نے بھارت کے وزیر اعظم کو ایک ملاقات میں بتایا کہ افغانستان نے پختونستان سے اس طرف جو مطالبہ کیا ہے وہ بالکل نیا ہے - اور روسی لیڈروں کی ایماء پر کیا ہے - روسی لیڈروں کا مقصد انتشار پھیلانا تھا -

——— عمان - ۱۱ مارچ - معلوم ہوا ہے کہ اردن کے شاہ حسین نے عرب ملکوں کی مالی امداد کی پیشکش کو ٹھکرا دیا ہے - یہ پیشکش اردن کو برطانوی امداد سے بے نیاز کرنے کے لئے کی گئی تھی -

——— نئی دہلی - ۱۲ مارچ - پاکستانی سفیر متعینہ نئی دہلی نے ایک بیان میں کہا ہے کہ متنازعہ علاقوں کے ایک سوال پر ایک خاص کانفرنس میں غور کیا جائے - انہوں نے امید ظاہر کی کہ دونوں ملکوں کے اعلیٰ نمائندوں کی ملاقات میں جملہ مسائل حل ہو سکتے ہیں -

——— نئی دہلی - ۱۲ مارچ - معلوم ہوا کہ ۵ - اعلیٰ فوجی افغان افسروں پر مشتمل ایک وفد چیکوسلواکیہ اسلحہ کی خرید کے لئے جا رہا ہے - یہ وفد بھارت کی عسکری اکیڈیمیوں کا بھی معائنہ کرے گا

——— پیرس - ۱۸ مارچ - فرانس اور تونس کے وزرائے اعظم منگل کو تونس کے اعلان آزادی پر دستخط کریں گے - اس معاہدے کے تحت تونس کو اپنی فوج - پولیس اور سفارت خانے قائم کرنے کا حق حاصل ہو جائے گا -

——— لندن - ۱۸ مارچ - سنڈے ٹائمز اور آبزرور نے آج پنڈت نہرو کا ایک انٹرویو شائع کیا ہے جس میں پنڈت نہرو نے بتایا ہے کہ پاکستان کیلئے امریکی فوجی امداد کے سلسلہ میں امریکی وزیر خارجہ نے بھارت کو جو یقین دلایا ہے اس کے باوجود بھارت کے خدشات ختم نہیں ہوئے

(پنجاب پریس لاہور میں مولوی عبیداللہ انور پرنٹر پبلشر کے اہتمام سے چھپا اور دفتر رسالہ خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور سے شائع ہوا)